بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نصرَکُمُ اللّٰہ بِبَدرٍوَّ اَنتُم اذِلَّۃٌ

جلد 47

شمارہ 27/28

ہفت روزہ
بدر
قادیان
سیرۃ النبیؐ نمبر

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

7/14 ربیع الاول 1419 ہجری 2/9 وفا 1377 ہش 2/9 جولائی 98ء

لنڈن ۳ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں بیرون ممالک کے سفر پر ہیں۔
پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو اور ہر آن آپکی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و فضائل

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِن رِّ جَالِکُمْ وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وخَاتَمَ النَبِیّٖنَ۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاO (سورۃ الاحزاب : آیت ۴۱)

ترجمہ : نہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھکر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍO (سورۃ القلم ۔ آیت ۵)

(اس کے علاوہ ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تو (اپنی تعلیم اور عمل میں) نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُورٌ رَّحِیمٌO (آل عمران ۔ آیت ۳۲)

تو کہہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیمًاO (سورۃ الاحزاب : ۵۷)

اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی (یقیناً اس کیلئے دُعائیں کر رہے ہیں پس) اَے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور اس کیلئے دُعائیں کرتے رہا کرو۔ اور (خوب جوش و خروش سے) اس کیلئے سلامتی مانگتے رہا۔

یٰا یُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیرًا Oوَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًاO (الاحزاب : ۴۷)

اے نبیؐ! ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا سورج بناکر (بھیجا ہے)

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْ لِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوْ اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الاٰخِرَ وذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًاO (احزاب ۲۲)

تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کیلئے) جو اللہ اور اُخروی دن کے ملنے کی اُمید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اس کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے (جس کی انہیں پیروی کرنی چاہئے)۔

وَمَآ اَرسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً لِلْعٰلَمِینَO (الانبیاء ۱۰۸)

اور ہم نے تجھے دنیا کیلئے صرف رحمت بناکر بھیجا ہے۔

عَنْ اَنسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم مَن صَلَّی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ عَشرَ صَلَوَاتٍ وحُطَتْ عَنْہُ خَطِیئَاتٍ وَرُفِعَت لَہٗ عَشرُ دَرَجٰتٍ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بار مجھ پر درود بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس گناہ بخشے جاویں گے اور اس کے درجت بلند کئے جاویں گے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحمٰنِ بنِ اَبِی لَیلٰیؓ قَالَ لَقِیَنِی کَعْبُ بنْ عُجْرَۃَ فَقَالَ الا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعتُھَا مِن النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاھْدِ ھَالِی فَقَال سَألْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیکُم اَھلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِک عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (متفق علیہ)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کی پس کہا کیا میں تیرے واسطے تحفہ نہ بھیجوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ میں نے کہا ہاں میرے لئے اس تحفہ کو بھیجو۔ پس کعب نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ نبوت کے اھل بیت پر کس طرح درود بھیجیں تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر سلام بھیجنے کی کیفیت سکھلائی۔ فرمایا کہو اے اللہ رحمت بھیج محمدؐ پر اور محمد کی آل پر جیساکہ تو نے رحمت بھیجی ابراھیم پر اور ان کی آل پر تحقیق تو تعریف کیا گیا ہے اور بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور ال محمدؐ پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراھیم پر اور آل ابراھیم پر تحقیق تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔

عَن اَبِی ھُرِیرَۃؓ قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّم اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدم یوم القِیَامَۃِ وَاَوَّلُ مَن یَنشَقُّ عَنہُ القَبرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مسلم)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ میں پہلا شخص ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

عَنْ جَابِرٍ قَال قَالَ رَسُولُ اللّٰہَ صَلَّی الله علیه وسَلَّم اُعطِیتُ خمسًا لم یُعطَھُنَّ احدٌ قَبلِی نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَجُعِلَتْ لِی الارْضُ مَسجِدًا وَّطَھُورًا فَاَیُّمَا رجُلٍ مَنْ اُمَّتِی اَدرکَتہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَ اُحِلَّت لِیَ الغَنَائِمُ ولَمْ تَحِلُّ لاَحدٍ قَبْلِی و اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَومِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پانچ خصلتیں دیا گیا ہوں، جو مجھ سے قبل کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میں مدد دیا گیا ہوں۔ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے۔ میری اُمت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے۔ میرے لئے غنائم حلال کردی گئیں جو مجھ سے قبل کسی کیلئے حلال نہیں ہوئیں۔ مجھے شفاعت کا حق ملا ہے اور پہلے نبی کسی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

نشوں کی حرمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کے وقت پوری دُنیا خصوصاً عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی مختصر یہ کہ کوئی برائی نہ تھی جوان میں پائی نہ جاتی ہو قرآن مجید نے اس دردناک دور کا نقشہ مختصر طور پر ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ عیاشی حد سے زیادہ تھی نشہ میں دھت رہنے کی وجہ سے بے شمار برائیوں میں مبتلا تھے۔ آپ کی قوت قدسیہ سے ان کے اندر عجیب روحانی انقلاب پیدا ہو گیا حتی کہ وہ گوبر سے سونے کی ڈلی بن گئے اور آسمان روحانیت کے جگمگاتے ستارے بن گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کی سند خود خدائے واحد و یگانہ سے حاصل کی آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں فرمایا۔ أَصْحَابِيْ كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں شراب پانی کی جگہ استعمال کی جاتی تھی مختلف اقسام کی شراب کو مختلف اوقات میں استعمال کرنا لازمی امر تھا۔ آپ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی شراب کو منہ نہ لگایا اور حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد تو صحابہ نے بھی اپنے مٹکوں کو بلا دریغ ٹھوکریں مار کر توڑ دیا اور ایک ایسا روحانی انقلاب تھوڑے سے عرصہ میں پیدا ہوا کہ جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ غیر مسلم معاشرہ کا تو یہ حال۔

آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں بھی شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ اور شادی بیاہ اور خوشیوں کے مواقع پر تو شراب پینا اور پلانا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔

حتی کہ اگر ایسے مواقع پر کسی کو شراب نہ دی جائے تو وہ اپنی ہتک اور حقوق مہمانی کی عدم ادائیگی سمجھتا ہے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپے کی شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال ہوتا ہے جس سے نہ صرف مالی نقصان ہی ہے بلکہ صحتیں برباد ہو کر جسم انسانی مختلف مہلک امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ مختلف سائنسی تحقیقات سے ان نشہ آور اشیاء کے نقصانات آئے دن اخبارات و ٹیلی ویژن پر نشر کئے جاتے ہیں حکومتیں بھی قانون بناتی ہیں اور ڈنڈے کے زور سے اس پر عمل کرانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن پھر بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو پاتیں۔

آنحضرت ﷺ نے جہاں اس کے نقصانات بیان فرمائے ہیں انسانی تخلیق کے مقصد کے حصول سے روکنے والی بڑی چیز اسے قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ نہ صرف عقل و جسم کو نقصان دیتی ہے بلکہ عبادت الٰہی سے روکتی ہے اور وصال الٰہی میں سب سے بڑی روک بھی بنتی ہے۔ نہ صرف دنیا میں اس کے نقصان ہوں گے بلکہ آخرت میں بھی دوزخ کا سبب بنے گی۔ پس دین و دنیا عقل و جسم کو تباہ کرنے والی شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال کون عقل مند کرے گا۔ اس سلسلے میں سرکار دو عالم کے ارشادات ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ نشہ استعمال کرنے والے ہر فرد کے دل میں اس کے متعلق نفرت پیدا کی جاسکے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

☆۔ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

☆۔ حضرت وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے نبی کریم ﷺ سے شراب کے متعلق پوچھا آپ نے اس کے پینے سے منع فرمایا طارق نے کہا میں اس کو بطور دوا پینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

☆۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر عہد ہے کہ جو شخص نشہ آور پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کو طِيْنَةُ الْخَبَالِ سے پلائے گا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول طِيْنَةُ الْخَبَالِ کیا ہے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ ہے یا فرمایا دوزخیوں کے زخموں کی پیپ ہے۔

☆۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسکا زیادہ پینا نشہ لائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

☆۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور ہر مفتر (قویٰ میں سستی پیدا کرنے والی) شے سے منع کیا ہے۔

☆۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جہان والوں کیلئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے میرے رب عزوجل نے باجوں گاجوں مزامیر بتوں اور صلیبوں اور امر جاہلیت کے مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے عزت اور بزرگی والے رب نے قسم کھائی ہے کہ مجھ کو میری عزت کی قسم میرے بندوں میں سے کوئی بندہ شراب کا ایک گھونٹ نہیں پیئے گا مگر میں اس کو اس کی مانند پیپ سے پلاؤں گا اور میرے خوف کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑے گا مگر میں اس کو پاکیزہ حوضوں سے پلاؤں گا۔

پس آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں جبکہ نشہ کی مختلف چیزیں اور صورتیں نکل آئی ہیں اور ہر نشہ باز کو ہلاکت کے گڑھے کی طرف دھکیل رہی ہیں شراب کے علاوہ تمباکو اور چرس گانجہ سگریٹ بیڑی سے صرف ہندوستان میں ہی لاکھوں لوگ مر رہے ہیں اور باقی ممالک کی تو بات ہی چھوڑیئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنے ایسے بھائیوں دوستوں عزیزوں اور بچوں کو ان سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ آئندہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

تازہ منظوم کلام

دن آج کب ڈھلے گا- کب ہو گا ظہورِ شب
ہم کب کریں گے چاک گریباں- حضورِ شب

آہ و بکا پہ پہرے ہیں- دل میں فغاں ہے بند
اے رات آ بھی جا- کہ رِہا ہوں طیورِ شب

ہوش و حواس گم تھے- کسے تاب دید تھی
جب جگمگا رہا تھا برقِ تجلّی سے طورِ شب

اِمشب نہ تُو نے چہرہ دکھایا تو کیا عجب
صبح کا منہ نہ دیکھے دلِ ناصبورِ شب

لیلائے شب کی گود میں سویا ہوا تھا چاند
سیماب زیب تن کئے بیٹھی تھی حُورِ شب

مَے سی اُتر رہی تھی کواکب سے نور کی
ہر سمت بٹ رہی تھی شرابِ طہورِ شب

ناگاہ تیری یاد نے یوں دل کو بھر دیا
گویا سمٹ گیا اُسی کوزہ میں نورِ شب

اس لمحہ تیرے رشک سے شبنم تھی آب آب
مٹّی میں مِل رہا تھا پگھل کر غرورِ شب

سب جاگ اٹھے تھے پیار کے ارماں تہہِ نجوم
پُھونکا تھا کِس نے گوشِ محبت میں صورِ شب

لمحاتِ وصل جن پہ ازل کا گمان تھا
چٹکی میں اُڑ گئے وہ طیورِ سرورِ شب

قوم و ملت اور خاندانوں کو کھوکھلے نحیف اور بیمار جسموں کی بجائے صحت مند توانا اور مضبوط جسم مل سکیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔
(قریشی محمد فضل اللہ)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ وارفع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی۔ یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں.... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی، صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۲)

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اسلئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی ص ۱۱۸-۱۱۹)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ۔ یعنی اے رسول اللہ! تو ان تمام ھدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں۔ اور درحقیقت محمد کا نام، صلی اللہ علیہ وسلم، اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں"۔

(روحانی خزائن جلد ۵۔ آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۳)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ ص۳۴۵)

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر ص۸۲)

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔ (روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعا ص۱۰-۱۱)

"لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کیلئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اُٹھانا ہوگا"۔ (روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ ص ۱۱۱)

"کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس اُمّی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ ص۱۱۹)

"خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرت ﷺ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے"۔

"برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے۔ اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیاوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا وطن سے نکالے گئے قتل کیلئے تعاقب کئے گئے گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بد خواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اُٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۔ براہین احمدیہ ص۱۰۸)

"اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سید و مولا فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں"۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲۔ حقیقت الوحی ص ۶۴-۶۵)

"اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت و عظمت کا اقرار کر کے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔ (۲) تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو"۔

(روحانی خزائن جلد ۲- سرمہ چشم آریہ ص۲۸۱-۲۸۲)

"ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رُک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائیبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں۔ جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کیلئے چن لیا ہے یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے کہ جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گذشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱- براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۲۹۰)

خطبہ جمعہ

مومنوں کو چاہئے کہ لغو مذاق کی مجلس کو بھی پسند نہ کریں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا کی طرف آپ کا سفر آسان ہو تو خدا کی خاطر بعض لوگوں سے تعلق کاٹیں

صبر ہو اور حق کے ساتھ ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ صبر رائیگاں جائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۴/اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۴/شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالينَ-

وَ قَد نَزَّلَ عَلَيكُمْ فِى الكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ. اِنَّكُمْ اِذاً مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكٰفِرِينَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيْعاً۔(سورۃ النساء آیت ۱۴۱)

اسی مضمون کی دوسری آیت بھی ہے جو سورۃ الانعام سے لی گئی ہے وہ بھی میں اسی تعلق میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوضُوْنَ فِى آيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوْا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَىْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔(الانعام آیات ۶۹،۷۰)

ان آیات کا جو سادہ ترجمہ ہے اس ترجمے سے مجھے اختلاف ہے جس کا پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اس اختلاف کی بناء کیا ہے لغت عربی کے لحاظ سے جو قرآن کریم کے علماء نے بیان کی ہے اور بہت سی احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات جو میں آپ کو پڑھ کر سناؤں گا ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عام مروجہ ترجمہ درست نہیں ہے۔ مروجہ ترجمہ یہ ہے (اس کا وہ حصہ جو میرے نزدیک درست نہیں ہے میں آپ کو بعد میں سمجھاؤں گا)۔

وَ قَد نَزَّلَ عَلَيكُمْ فِى الكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ، الکتاب یعنی قرآن کریم میں بہت تاکید کے ساتھ یہ بات بیان ہوئی ہے وَ قَدْ نَزَّلَ بہت تاکید کے ساتھ یہ بات بیان ہو چکی ہے اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار سنو یعنی بعض گروہ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں وَ يُسْتَهْزَأُ بِهَا اور ان آیات سے تمسخر کرتے ہیں۔ ان سے تمسخر کیا جاتا ہے بعض لوگوں کی طرف سے فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ تو ہرگز ان کے ساتھ نہیں بیٹھنا۔ اب اگلا حصہ ہے جو اختلافی معنے رکھ رہا ہے حَتّٰى يَخُوضُوا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں محو ہو جائیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی گروہ ہے اس میں صاف واضح ہے کہ ایک گروہ ہے جو انتہائی بد بخت ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات جس میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور برگزیدہ بندے بھی شامل ہیں ان پر مذاق اڑانا انہوں نے پیشہ بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگ جو ہیں کیا کوئی پسند کرے گا کہ بار بار جا کے دیکھے۔ اس مجلس میں جانے کی ضرورت کیا ہے جہاں سے ایک دفعہ اپنا دل اور سب کچھ اٹھا لیا۔ کیا کوئی انسان تصور کر سکتا ہے کہ ان بد بختوں کی مجلس میں بار بار جا کے دیکھے کہ اب کچھ اور بات تو نہیں کر رہے اگر اور بات کر رہے ہیں تو وہاں بیٹھ جائیں۔ یہ جو منظر ہے یہ اس آیت کے عام سادہ ترجمے سے ابھرتا ہے کیونکہ حَتّٰى يَخُوضُوا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ میں حَتّٰى کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ یہاں تک کہ وہ دوسری بات شروع کر دیں تو جب بیٹھ کے آدمی اٹھ ہی جائے گا تو اس کو کیا پتہ چلے گا۔

میں جو مضمون بیان کرنا چاہتا ہوں وہاں حَتّٰى کا معنی Even کے معنوں میں ہے خواہ ایسے بد بخت لوگ دوسری باتیں بھی کریں تب بھی ہرگز ان کی مجلس میں نہیں جانا۔ اگر ایسا کرو گے تو تم ان جیسے ہو جاؤ گے۔ اس معنے کو عموماً اس لئے اختیار نہیں کیا جاتا کہ یہ معنی شاذ کے طور پر حَتّٰى میں استعمال ہوتا ہے اور اہل لغت جیسے حضرت امام راغب ہیں انہوں نے بڑی وضاحت سے اس کا محاورہ اہل عرب کے بیان کے مطابق بیان فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں حَتّٰى کی مثال اَكَلْتُ السَّمْكَةَ حَتّٰى رَاْسَهَا میں نے مچھلی کھالی یہاں تک کہ سر بھی کھالیا "Even her head" یہ معنے ہیں۔ یہاں تک کہ مچھلی پوری کھائی، یہاں تک کہ سر بھی نہیں چھوڑا۔ پس اگر یہ لوگ دوسری بات میں بھی مبتلا ہو جائیں، گفتگو میں مصروف ہو جائیں تب بھی ان کے قریب نہیں جانا کیونکہ یہ بد بختوں کا گروہ ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے گروہ میں جا کے بیٹھے اور موقعوں کی تلاش میں رہے کہ کب یہ کوئی اور بات کریں اور مجھے وہاں بیٹھنا نصیب ہو جائے۔ ناممکن ہے کہ کوئی شخص جو دین کی غیرت رکھتا ہو اس گروہ کی طرف جانے کا تصور بھی کرے۔

اِنَّكُمْ اِذاً مِّثْلُهُمْ یہ ہے آخر پر انذار کہ ان کی مجلس میں خواہ تم عام حالات میں جاؤ خواہ تم دوسری باتوں میں جاؤ جب بھی جاؤ گے اگر یہاں جا کے بیٹھنا تم نے شیوہ بنایا تو اُن جیسے ہو جاؤ گے، پھر تم میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اور یہاں بہت دلچسپ اس آیت کا اختتام ہے کہ وہ لوگ جو منافقت کرتے ہیں اور بظاہر یہ کہتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو ایسی باتیں نہیں کر رہے تھے وہ بھی اور کافر جو کھلی کھلی بے حیائی کی باتیں کرتے ہیں فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكٰفِرِينَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيْعاً ایسے لوگ جو کھلم کھلا خدا کے دین کا تمسخر اڑاتے ہیں وہ کافر ہیں اور ایسے لوگ جو ان کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو بظاہر دین داروں میں شمار کرتے ہیں، دین والے لوگوں میں شمار کرتے ہیں فرمایا سارے اکٹھے جہنم میں پھینک دئے جائیں گے۔

دوسری آیت میں بھی یہی مضمون ہے جو میں نے بیان کیا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوضُوْنَ فِى آيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اور جب تو دیکھتا ہے ایسے لوگوں کو جو ہماری آیات کے متعلق بے ہودہ کلام کرتے ہیں تو فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ صاف مطلب ہے کہ ان کے پاس جا کے بیٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ ان سے منہ پھیر لے، ان سے پیٹھ پھیر لے، ان کی مجلس میں جا بھی نہ حَتّٰى يَخُوضُوْا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ یہاں تک کہ وہ کوئی کلام بھی کریں تب بھی ان کی مجلس میں نہیں جانا وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ اگر بھول کے ایک دفعہ ایسا واقعہ ہو چکا ہو، شیطان نے تمہیں ان کی مجلس میں پہنچایا ہو وہاں ایسی بے ہودہ باتیں ہو رہی ہوں تو وہ ایک ہی دفعہ ہو گا اس کے بعد پھر اس کا اعادہ نہ ہو۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ یہ ذِکرٰی جو آ چکی ہے، یہ نصیحت اس کے بعد پھر کبھی آئندہ ان لوگوں کے پاس نہیں جانا۔ اگر ایک دفعہ بھی حادثۃً، لاعلمی میں تم چلے گئے اور وہاں یہ بیہودہ باتیں ہو رہی تھیں تو اٹھ کھڑے ہو اور یہ پہلا واقعہ شیطان کے بھلانے کے نتیجے میں ہوا ہے۔ تمہارے علم کا نہ ہونا گویا شیطان کی طرف منسوب ہوا ہے۔ لیکن جب یہ کھلی کھلی نصیحت آ جائے پھر کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہرگز ان کے قریب نہیں آنا خواہ وہ کوئی دوسری باتیں ہی کر رہے ہوں۔ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَىْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ، ان کا حساب اللہ پر ہے۔ متقیوں کو ان پر چھوڑ دینا

چاہئے اور اپنے حساب کی فکر کرنی چاہئے۔ پھر فرمایا لٰکِنْ ذِکْرٰی لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ یہ نصیحت ہے، بہت بڑی نصیحت ہے تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں ورنہ آہستہ آہستہ اچھے لوگ بھی جب بے غیرتی کا نمونہ دکھائیں تو رفتہ رفتہ گندے لوگ بن جایا کرتے ہیں کبھی بھی ایک مقام پر پھر نہیں ٹھہرتے۔ ایک دو دفعہ باتیں سنیں، مذاق سنے، برداشت کر لیا کبھی ہنسی بھی آگئی اور پھر چسکا پڑ گیا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ لوگ پھر ان میں شامل نہ ہو جائیں۔

اب پہلا مسئلہ تو یہی ہے غیرت اور حمیت کا فقدان ہے۔ تو جو شخص گوارا کرتا ہے ایسے لوگوں کو کہ جو بے حیائی کی باتوں کا اڈہ بنائے ہوئے ہیں ان میں جانے میں اس کی کوئی حمیت، کوئی غیرت مانع نہیں ہوتی تو لازماً فطرتاً یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے دل میں کوئی چور ہے، کوئی بے حیائی کا مرکز ہے، کوئی بے غیرتی کا مرکز ہے ورنہ ناممکن ہے کہ وہاں جاتے چسکے لیں۔ **جہاں پھبتیاں اڑائی جا رہی ہوں خدا اور خدا کے پیاروں پر، وہاں جا کے بیٹھنے کا سوال کیسے اٹھ سکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نفس میں، اپنے دل میں بے حیائی اور بے غیرتی کا کوئی مرکز موجود ہے۔** اسے تم بظاہر چھپا رہے ہو لیکن جاتے ہو تو اسی مقصد کے لئے جاتے ہو کہ ایسی باتیں سنو۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے ایک کسوٹی ہے وہ اسے استعمال کر لیں تو ان کو بے غیرتی اور بے حیائی کا صاف علم ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص کے ماں باپ کے خلاف کوئی بے حیائی اور بدکلامی کی باتیں کرتا ہے اور منہ پھٹ ہے، بکواس کرتا ہے اس کی ماں یا اس کے باپ پر، کیا وہ سوچ سکتا ہے کہ وہ بار بار وہاں جائے اور دیکھے کہ اب کوئی اور باتیں تو نہیں کر رہا۔ میرے ماں باپ کے خلاف تو بکواس کرتا ہی ہے مگر شاید اب نہ کر رہا ہو۔ انسانی فطرت کے خلاف ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تو یہ سارے منافقین اس حوالے سے اپنے آپ کو پہچان سکتے ہیں۔ اپنے ماں باپ کے لئے تو یہ غیرت اور محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دین کے لئے کوئی غیرت؟ یہ منافقت ہے اس لئے کسی شخص سے یہ بات ڈھکی چھپی رہ نہیں سکتی۔ ضرور وہ اپنے نفس کو پہچان سکتا ہے اگر اسی صورت کو اپنے ماں باپ کے معاملے پر چسپاں کر کے دیکھے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ تو بہت دور کی بات ہے **مومنوں کو تو چاہئے کہ لغو مذاق کی مجلس کو بھی پسند نہ کریں خواہ وہ خدا اور رسول کے خلاف نہ بھی ہو۔** اللہ کے سادہ پاک بندوں کے متعلق ہو ان کے اندر کوئی کمزوریاں ہوں اور کوئی شخص اپنی بڑائی کی خاطر ان کی کمزوریاں دکھا دکھا کر اس پر لطیفے گھڑ رہا ہو۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں بظاہر دین کے خلاف نہیں کہتے مگر میرے دل میں تو ان کے خلاف ایسی ہی منافرت پیدا ہوتی ہے کہ سوائے اس کے کہ مجبوراً ان کو سلام علیکم کہنا پڑے وہ ہماری مجلس میں آجاتے ہیں تو ان کو نکالا نہیں جا سکتا مگر میں کبھی ان لوگوں کی مجلس میں جا کے نہ بیٹھوں۔ پس جا کے بیٹھنے والا مقصد جہاں تک ہے وہ تو ان کی مجلس کو بھی میں پسند نہیں کرتا۔

کئی دفعہ میں نے اپنے بچوں کو نصیحت کی ہے کہ ایسے آنے والے اگر تمہارے گھر جا کے ایسا اڈہ لگائیں تو تمہاری غیرت کا تقاضا ہے یا شرافت کا، حیاء کا تقاضا ہے کہ کہہ دو کہ ہمارے گھر ایسی باتیں نہ کریں۔ اگرچہ ہم آپ کے ہاں نہیں گئے اس حد تک تو ہم نے اپنی ذمہ داری ادا کی مگر آپ یہاں ایسی باتیں نہ کریں ہمیں پسند نہیں ہیں۔ پھر ملنا جلنا بے شک رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے ملنا جلنا ممکن ہے مگر بعض شرائط کے ساتھ۔ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ میں یہ مضمون پھر ہوگا کہ سوائے اس کے کہ وہ اور باتیں شروع کر دیں۔ اب میں اس تعلق میں آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو خود اپنا مضمون کھول رہے ہیں، بالکل ظاہر و باہر ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں کتاب الآداب میں ایک حدیث درج ہے جو ابی موسیٰ سے ہے۔ ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”نیک اور برے ہم نشین کی مثال کستوری رکھنے والے اور دھونکنی چلانے والے کی ہے۔ کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کچھ دے گا یا تو اس سے کچھ خریدے گا“۔ اب یا تو تجھے کچھ دے گا یا اس سے تو خریدے گا یہ ایسی مزے دار بات ہے کہ اُس زمانے کی تجارت میں بھی یہ اطلاق پاتی تھی اور آج کل بھی پاتی ہے۔ بہت سی خوشبوؤں کی دوکانیں ہیں جہاں ہم جاتے ہیں تو کوئی کھڑا ہوا وہاں تھوڑی سی خوشبو آپ کے اوپر پھیلا دیتا ہے۔ وہ خوشبو آپ کے اوپر ڈالتا ہے یہ بتانے کی خاطر کہ ہمارے پاس ایسی اچھی خوشبوئیں ہیں۔ پسند ہو تو یہ لے لو۔ تو یہ عجیب بات ہے یہ انسانی فطرت ہے جو نہیں بدلتی۔ خوشبو والا پھیلاتا ہے بدبو والا نہیں پھیلاتا۔ بدبو والا تو اس کو چھپاتا ہے۔ اگر وہ نیک فطرت ہے وہ پسند نہیں کرتا کہ اس سے بدبو آرہی ہو تو کوئی اس کے قریب آجائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیسی پیاری بات کہی ہے جو ہمیشہ سے انسانی فطرت سے تعلق رکھنے والی ہے۔ کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کچھ دے گا یا تو اس سے کچھ خریدے گا۔ کوئی بہت ہی کنجوس ہو تو کچھ بھی نہیں دیتا مگر اس سے لوگ خریدتے تو ہیں نا۔ یا پھر کم از کم تجھے عمدہ خوشبو تو آئے گی ہی۔ یہ تو ہو گا کہ تمہیں کچھ دیر کے لئے خوشبو کا مزہ آجائے اور ہو سکتا ہے کپڑوں میں بھی رچ بس جائے۔ لیکن دھونکنی چلانے والا یا تیرے کپڑے جلائے گا جو آگ کو تیز کر رہا ہو دھونکنی چلا کے یا وہ تیرے کپڑوں کو جلائے گا یا پھر تو اس سے بدبو ہی پائے گا۔ کیونکہ دھواں پھیل رہا ہے، منہ گندہ ہو رہا ہے، جسم کالا ہو رہا ہے اور اس کی بدبو بھی اٹھتی ہے بڑی سخت۔ تو فرمایا ایسے لوگوں سے پرہیز کر۔ جو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ گندے لوگ ہیں ان کے پاس جا کر تجھے کبھی کوئی فائدہ نصیب نہیں ہو سکتا لیکن جو نیک لوگ ہیں ان کے پاس جاؤ تو تمہیں ضرور فائدہ پہنچے گا۔ اس حدیث کی روشنی میں اس آیت کا وہ ترجمہ جو معروف ہے وہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ قطعیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ برے لوگوں کی صحبت کا تصور بھی نہ کرو، جاؤ ہی نہ وہاں تمہیں ضرور نقصان پہنچے گا۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں یہ ترمذی باب الزہد سے لی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے، کتنی سادہ سی بات اور کتنی اہم ہے ایک انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر اس کا بے ہودہ لوگوں کی مجلس میں آنا جانا ہے تو خواہ لاکھ بہانہ بنائے کہ میرے ہوتے ہوئے اس نے ایسی بات نہیں کی، کیونکہ یہ نفس کا بہانہ ہے۔ ایسے شخص کی مجلس کسی کو پسند ہی نہیں آنی چاہئے اگر وہ جاتا ہے تو عذر تراشی ہے اس کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بات سچی ہے کہ تم جب دوست بناؤ تو غور کر کے دیکھو اچھا دوست بناؤ جس کے متعلق کبھی بھی بدی کی کوئی شکایت نہ ہو۔

اچھے لوگ عرف عام میں پہچانے جاتے ہیں۔ جو اچھا انسان ہو اچھے لوگوں کی مجلس پسند کرتا ہے، جو برا اور یاوہ گو ہو وہ برے اور یاوہ گو لوگوں کی مجلس کو پسند کرتا ہے۔ تو اس طرح اپنی مجالس کا انتخاب کریں۔ **اگر آپ پاک لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں گے اچھے لوگوں کی باتیں پسند آئیں گی تو آپ کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں آپ کو اپنا قرب عطا کرے گا اور آپ کی جو سلوک کی راہیں ہیں وہ آسان فرما دے گا اور اگر اس کے برعکس نمونہ دکھانا ہے تو پھر جو لوگ دکھا چکے ہیں ان کو تو ہم نے مزید نحوستوں کا شکار ہی ہوتے دیکھا ہے۔** شروع میں ان کی منافقت نے پردے ڈالے رکھے آخر ان کے چہرے بے نقاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ پھر کبھی بھی ان کو چھوڑتا نہیں۔ اس لئے ایک نصیحت ہے جن لوگوں پر بھی اطلاق پاتی ہے ان کو سوچنا اور سمجھنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق بے ہودہ سرائی اور بکواس کرنے والوں کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رد عمل کیا تھا۔ یہ آپ کے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ یہ عربی سے ترجمہ ہے۔ ”عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دلآزار طعن و تشنیع نے“ یعنی دل کو دکھانے والے طعن و تشنیع نے ”جو حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں"۔

یہ بظاہر ایک مبالغہ لگ رہا ہے لیکن اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ دو باتیں پیش ہوتیں کہ یا یہ سب کچھ ہو جائے گا یا تم یہ پسند کرو گے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی بکواس کی جائے۔ اس تقابل کی صورت میں لازماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی رد عمل ہونا تھا۔ اس لئے کوئی احمق اس کو مبالغہ نہ سمجھے۔ اگر کسی کو کہا جائے یہ سب کچھ کر دیا جائے گا اب رسول اللہ ﷺ کے خلاف گستاخی کو قبول کرو وہ کہے گا ہرگز نہیں کروں گا۔ جتنے شہداء ہیں ان کی شہادت کے پیچھے یہی جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابی جو قید کیا گیا اس کی گردن اڑانے سے پہلے اس سے یہی سوال کیا گیا کہ کیا تم پسند کرو گے کہ تمہاری گردن چھوڑ دی جائے اور تمہاری جگہ محمد رسول اللہ ﷺ کو کوئی گزند پہنچے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ میری گردن چھوڑ دی جائے اور محمدؐ رسول اللہ کو مدینے کی گلیوں میں کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔ کتنا عظیم الشان عشق ہے، کیسی دل کی صفائی اور پاکیزگی ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ اگر وہ صحابی حضور اکرم ﷺ سے یہ عشق رکھتا تھا تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو عشق کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے ان کا تصور کریں کہ ان کے دل کا کیا حال ہوگا۔ پس ہرگز اس تحریر میں ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنائی ہے۔

یہ مقام عشق اپنی جگہ، یہ غیرت اپنی جگہ لیکن اس کے باوجود جب اپنی ذات کے خلاف لوگ باتیں کرتے تھے ان کو برداشت کرتے تھے ان میں بڑا حلم دکھاتے تھے۔ کئی لوگ وہاں آکر سامنے کھلم کھلا گالیاں دیتے تھے مگر اپنے صحابہ کو روک دیا کرتے تھے کچھ نہیں کہنا۔ اور جہاں بھی جوابی کارروائی کی ہے وہاں آپ حیران ہونگے یہ دیکھ کر کہ اللہ اور رسول کے خلاف جب بھی کسی لکھنے والے نے بدتمیزی کی ہے تو اس کے جواب میں آپ کی سختی ہے۔ اس کے سوا کہیں کوئی سختی نظر نہیں آتی۔ ایک واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہے، سیرت طیبہ کے نام سے، اس میں ایک اسی قسم کا واقعہ لکھتے ہیں جو بڑا دلچسپ ہے۔

فرماتے ہیں، 'قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر پیٹ پالا کرتے تھے'۔ سلائیڈز ہوتی ہیں ناں جس طرح دکھانے والی وہ جگہ جگہ اڈہ بنایا یہی ان کا گزارہ تھا 'مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات توازن کھو بیٹھتے تھے'۔ ان کی طبیعت ایسی تھی اتنا جوش آتا تھا، اتنا غصہ آتا تھا اپنی مرضی کے خلاف بات کا کہ پھر برداشت ناممکن ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ نے اس کو یہاں بیان فرمایا ہے مگر دوسری جگہ جو تفاصیل ملتی ہیں ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بہت ہی گندی باتیں کی گئی ہیں۔ اور وہاں بھی جو صحابہ تھے وہ برداشت نہیں کر سکے اور جواب میں بعض دفعہ گندی بات استعمال کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو ناپسند فرمایا کہ ہرگز تمہارے لئے زیبا نہیں تھا کہ تم اس کلام کو اپنے منہ سے نکالتے۔ تو یہی صاحب ہیں عبداللہ صاحب، جن کا ذکر میں اب کر رہا ہوں کہ ایک دفعہ کسی نے بیان کیا کہ بڑی سخت زبانی کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب کو اتنا غصہ آیا کہ کھڑے ہو کر کہا اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ تم جو باتیں بیان کر رہے ہو تمہیں شرم نہیں آئی تم نے کچھ نہیں کیا اس کا۔ میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا نہیں نہیں ایسا نہیں چاہئے ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔ تو دیکھئے کتنی گندی باتیں جن کو قلم برداشت نہیں کر سکتا کہ لکھے اور زبان پسند نہیں کرتی کہ ان کا کوئی حرف نوک زبان پر آنے دے۔ فرمایا ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اب پروفیسر صاحب مخلص بھی تھے اور آپے سے باہر ہونے کے بھی عادی تھے اس موقعہ پر ان کو بڑا جوش آیا۔ غصے میں آپے سے باہر ہو گئے اور جوش کے ساتھ بولے واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے جوش میں کہہ رہے ہیں واہ صاحب واہ۔ یہ کیا بات ہے آپ کے پیر کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعے اسے جہنم تک پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں۔ کیا بات ہے۔ کیسی عمدہ مثال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لئے ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے مگر آپ کے غلاموں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا اپنے آقاؐ کے بارے میں آپ کا کیا سلوک تھا۔ پس وہ تو آپؑ کو اپنا آقا ہی سمجھتے تھے اور جانتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اس لئے ہرگز پسند نہیں کرتے تھے کہ آپؑ کے خلاف کوئی کسی قسم کی بیہودہ سرائی کی جائے لیکن اس کے باوجود صبر کی تعلیم اپنی جگہ ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی مثال ہے جس کو حلم کا خلق نصیب نہیں تھا اتنا۔ میں جو یہ باتیں بیان کر رہا ہوں تو جماعت کو یہ سمجھانے کے لئے کہ ہمارا واسطہ دنیا میں ہر قسم کے گندے لوگوں سے پڑتا ہے۔ پاکستان سے آئے دن ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ کسی جگہ کسی نے بہت بدکلامی سے کام لیا، اتنی بدکلامی کی کہ دل برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی یہ مثالیں دے دے اور کہے کہ ہم نے بھی تو اس موقع پر اسی طرح کیا تھا کہ آپے سے باہر ہو گئے تو یہ درست نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی رسول اللہ کے دشمنوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کبھی بدکلامی کرنے والوں کے خلاف جو جوابی کارروائی کی ہے وہ اسی حد تک رکھی ہے جس حد تک اس کی بدکلامی کا تقاضا تھا اور حتی المقدور بدکلامی سے پرہیز کیا ہے مگر کہیں کہیں جوش میں ایسے کلمے نکل گئے ہیں جسے آج تک ملّاں لوگ اچھالے پھرتے ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو وہ چند کلمات اس وقت کہے جبکہ ایک شخص نے بے انتہا بدتمیزی، بے حیائی اور گند اچھالنے سے کام لیا ہے کہ آپ کو اگر اس کی مثالیں دی جائیں تو غم سے آپ کا دل پھٹ جائے گا۔ یہ ساری باتیں آپ سنتے تھے مگر ایک واقعہ آپ نہیں بتا سکتے کہ آپ نے ان کے جواب میں کسی کو پتھر مارا ہو، کسی کے اوپر کوئی حملہ کر دیا ہو۔ اور یہ بابا فلاسفر جو تھے یہ عبداللہ صاحب، آپ ان کے مرید نہیں ہیں، مسیح موعود علیہ السلام کے مرید ہیں۔ ان کا ایک رنگ تھا اپنی غیرت کے اظہار کا وہ کر دکھایا انہوں نے مگر جماعت کو سبق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے لینا چاہئے۔ عمل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں کبھی بھی نہیں آپ بیٹھے۔ کبھی ایسے لوگوں کی صحبت کو اختیار نہیں فرمایا اور یہی قرآنی تعلیم ہے۔

پس قرآنی تعلیم جو آپ کے سامنے رکھی ہے وہ یہ نہیں ہے کہ جب ایسے لوگ بے ہودہ سرائی کریں تو پتھر اٹھاؤ اور ان کے سر پھاڑ دو۔ فرمایا کہ اٹھ جایا کرو پھر دوبارہ ان کے پاس جانے کا تصور بھی نہ کرو۔ پس آپ کو یہ تعلیم ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلقی مستقل رکھیں اور کبھی سوچیں بھی نہ کہ آپ ان بدبختوں کی صحبت میں بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن عملاً جبر سے کام نہیں لینا عملاً کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو قرآن کریم کی اس آیت، اسوۂ حضرت رسول اللہ ﷺ اور اسوۂ مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف ہو۔

اب مجھے جو فکر رہتی ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں بہت ہی بدگوئی کی جاتی ہے۔ آئے دن مجھے خطوں میں بعض اشارے ملتے ہیں کہ اس قسم کی بکواس کر رہے ہیں لوگ۔ اب مصیبت یہ ہے کہ ان کے پاس تو جاتا کوئی نہیں لیکن وہ گھروں پر، دیواروں پر گندگی لکھتے رہتے ہیں۔ اور یہ مولویوں کا شیوہ ہے یہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ کہاں تک یہ لوگ پہنچے ہیں۔ پرتگال میں جگہ جگہ ان خبیث مولویوں کے

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ٹائٹلس کے اوپر اشتہار لگے ہوئے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انجام یہاں ہوا تھا۔ اب اس کے تفصیلی جواب کا تو یہ موقع نہیں مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا جن بد بختوں سے رابطہ ہے یہ تو دوسرے تمام بد بختوں اور دہریوں سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص لیکھرام تھا جس کا آگے ذکر آئے گا اس نے اور اس کے ساتھی آریوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف بہت بکواس کی ہے۔ مگر اس حد تک نہیں گئے جس حد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن گئے اور ابھی تک اس پر قائم ہیں اور یہی سلسلہ ان کا جاری ہے۔

پاکستان میں احمدی گھروں کی دیواریں گندگی سے کالی کی گئی ہیں اور ان کے صبر کی آزمائش ہے تو ان لوگوں کو میں سمجھا رہا ہوں کہ آپ لوگ اگرچہ درست ہے کہ وہاں تک نہیں پہنچتے وہ آپ تک پہنچتے ہیں، کوئی چارہ نہیں، کوئی مفر نہیں ہے مگر اس قسم کی بے حیائیاں اور زیادتیاں خواہ وہ لوگ آپ تک آ کے کریں تب بھی آپ کو برداشت کرنی ہونگی۔ اور یہ برداشت جو ہے یہ مذہبی غیرت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ برداشت مذہبی غیرت کے عین مطابق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور دیگر انبیاء پر اسی قسم کی بہتان تراشیاں کی گئیں اور ان کے گھروں تک پہنچ کے کی گئیں یعنی ایسے دشمن تھے جو رسول اللہ ﷺ کے گھر جا کر سخت بے ہودہ باتیں کرتے تھے تو اس لئے آپ رسول اللہ ﷺ سے افضل نہیں ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ ترین غلام ہیں۔ آپ کے گھروں تک پہنچ کر اگر کوئی ایسی بے حیائی کی باتیں کرتا ہے تو لازماً آپ کو برداشت کرنی ہونگی اور اللہ سے گریہ وزاری کریں اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ وہ مثال پکڑیں کہ میں تو اپنا غم، اپنا دکھ صرف اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں اور اس بات میں آپ کی فلاح ہے کیونکہ قرآن کریم اس بات کا ضامن ہے کہ اس قسم کی ایذاء رسانی میں سے ہر دکھ کے جواب میں اللہ تعالیٰ آپ کے درجے بڑھائے گا۔ پس میں آپ کو ایسے صبر کی تلقین نہیں کر رہا جس کے نتیجہ میں کچھ نہ ہو، صرف دکھ ہی دکھ ہو بلکہ ایسے صبر کو جو خدا قبول فرمالے بہت میٹھے پھل لگتے ہیں۔ اس صبر کو کوئی میٹھا پھل نہیں لگتا جو مجبوری اور بے اختیاری کا نام ہے۔ لیکن جہاں آپ سر پھوڑ سکتے ہوں اور نہ پھوڑیں وہ صبر ہے جو اللہ ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کی بہترین جزاء دیتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا کی خاطر صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جزا نہ دے۔

پس پاکستان ہو یا دوسرے ایسے ممالک ان سب میں احمدیوں کو اس بات میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ اگر انہوں نے ایک جگہ اپنا ردعمل دکھایا تو اسی کا مولوی انتظار کر رہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کہیں احمدی مجبور ہو کے، بے اختیار ہو کے کسی کا سر پھوڑے تو ہم سارے پاکستان میں یا دوسرے ممالک میں ان کے سر پھوڑتے پھریں کہ انہوں نے ہمارا ایک سر پھوڑا تھا اس لئے ہم ان کے ہزار سر پھوڑیں گے۔ اور اس بات کو کوئی حکومت نہیں دیکھے گی کہ بے حیائی کس نے کی تھی، بدتمیزی کس نے کی تھی۔ کون ہے جس نے مجبور کر دیا تھا آپ کو۔ نہ عدالت دیکھے گی نہ حکومت کا کوئی کارندہ دیکھے گا۔ ایک دفعہ آپ کریں تو جوابی کارروائیاں ضرور ہونگی۔ تو آپ دیکھیں حکمت اور عقل کا تقاضا کیا ہے۔ کیا ایک شخص کا سر پھوڑنے کی خاطر آپ تمام احمدیوں پر ظلم ہوتا دیکھیں گے تو کیا اس ظلم میں آپ شریک نہیں ہو جائیں گے؟۔ آپ کی وجہ سے اگر کسی معصوم کو دکھ دیا گیا، کسی کا گھر جلایا گیا تو آپ کا ضمیر آپ کو کیا کہے گا۔ اس لئے یہ تو برداشت ایسی ہے جو کرنی ہی کرنی ہے۔ اس کے سوا چارہ کوئی نہیں اور یقین رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس برداشت کے نتیجے میں ہمارے درجات بلند فرمائے گا اور یہ صبر رائیگاں نہیں جائے گا۔

صبر تو ان کا بھی رائیگاں نہیں جاتا جو خدا کی خاطر ویسے صبر کرتے ہیں۔ دنیا کی خاطر بعض لوگ اپنی قوموں کی خاطر صبر کرتے ہیں اور تاریخ عالم گواہ ہے کہ ان کا صبر بھی ضائع نہیں جایا کرتا۔ صبر کے اندر ایک صفت ہے جو جیتنے والی صفت ہے، غالب آنے والی صفت ہے۔ پس صبر کو کسی پہلو سے آپ دیکھیں تمام کا تمام خیر ہے۔ وہ زمانہ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے زمانے ہی کی قسم کھائی ہے کہ گھاٹا کھانے والا ہے۔ علاج صبر۔ پس ساری دنیا میں سارا انسان گھاٹے کھا رہا ہے لیکن صبر والے گھاٹا نہیں کھائیں گے۔ صبر ہو اور حق کے ساتھ ہو تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہ صبر رائیگاں جائے گا اور اللہ کے نزدیک اس کی قیمت نہیں پڑے گی۔ پس آپ اپنے صبر کی قیمت وصول کریں اور وہی صبر ہے جو ایسے ممالک میں انقلاب برپا کرنے کا کام دے گا۔ اب آپ ان سے لڑیں، کسی کا سر پھوڑ دیں، ہرگز کوئی روحانی انقلاب نہیں آئے گا لیکن آپ صبر کریں تو خدا اس بات کا گواہ ہے کہ اس کے نتیجے میں روحانی انقلاب ضرور برپا ہوگا۔

اب یہ آیات بڑی کثرت سے میرے سامنے ہیں قرآن کریم بھرا پڑا ہے ان آیات سے جن میں صبر کا پھل، جو اللہ کیا جائے، ہمیشہ کامیابی اور کامرانی ہوا کرتا ہے اور جیسا کہ میں نے قرآن کریم کی آیت کا حوالہ دیا ہے ساری دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے اگر خدا کے کچھ صبر کرنے والے بندے حق پر قائم ہوں اور صبر کریں اور صبر کی تلقین کریں۔ لیکن اس بات کو چھوڑ کر یعنی غصے سے جواب اس طرح دینا کہ خود انسان اپنے اوپر اختیار چھوڑ دے یا پتھر مارے کسی پر، کسی کو دکھ پہنچائے، چڑھ دوڑے کہ اچھا یہ وہ شخص ہے جو بدتمیزی کیا کرتا تھا میں اس کو مار کے چھوڑوں گا۔ یہ باتیں درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیرت کا یہ واقعہ پنڈت لیکھرام کے متعلق میں آپ کو سناتا ہوں اس سے آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا مسلک خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فیروزپور سے قادیان آ رہے تھے ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروزپور میں مقیم تھے اور اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بیٹی تھیں حضرت ام المومنینؓ۔ اور یہ جو حقوق ہیں آپس کے خاندانی تعلقات کے ان کی خاطر ان کے فیروزپور تعینات ہونے اور ایک اچھا گھر ملنے پر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ عرفانی صاحب کی یہ روایت ہے، خاکسار عرفانی جوان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور کھنوالہ میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا۔ خاکسار عرفانی کو بھی فیروزپور جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب آپ وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ گیا۔ وہاں آپ نے از راہ کرم فرمایا کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ تم نے کون سا جلدی لوٹنا ہے کسی کام کے لئے۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے اس وقت وہاں چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام جس کو آریہ مسافر کہا کرتے تھے یہ آریہ لوگ۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جوان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا۔ ان کی حیات کے متعلق بائیو گرافی لکھ رہا تھا۔ جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا۔ مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا۔ حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ میں اس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کی طرح حضرت اقدس کو سلام کیا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا شاید سنا نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ لوگ اتنے مرعوب ہو جاتے ہیں ایسی ہستیوں سے ویسے بھی وہ دوڑا ہوا آیا تھا اور لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ اخلاق کے خلاف ہے گویا کہ اس کی بات کا جواب نہ دینا۔ تو کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

طالب دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

اب آپ اپنے گرد و پیش نظر ڈال کر دیکھ لیں بعض ایسے بے غیرت لوگ ہیں کہ ان کو کوئی بے حیا، رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے والا، دین پر حملے کرنے والا، خلفاء کی گستاخیاں کرنے والا، دین اسلام اور تمام مذاہب کے خلاف بدگو شخص، عزت سے کوئی چوہدری صاحب یا سلام کہہ دے، کسی معزز نام سے خطاب کرلے وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اس کے سامنے جھک جائیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اسوہ ہے تو اپنا فیصلہ خود کرلیں کہ کس شمار میں آئیں گے۔ مجھ کو سلام کرنے آیا ہے لعنت ہے ایسے سلام پر جو خدا اور اس کے رسول اور دین کے بزرگوں کے خلاف بکواس کرنے والے کا سلام ہو۔ اس سلام کو تو لعنت کے ساتھ لوٹانا چاہئے۔ ہرگز اس سلام پر خوش ہونا اور اپنے آپ پر فخر کرنا کہ فلاں صاحب نے ہمیں عزت سے یاد کیا ہے ایک حماقت کی حد ہے، دھوکہ بازی ہے، جھوٹ ہے اور اپنے نفس کی انا میں پڑ کر آپ اپنا دین کھو دیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں 'مجرم وہ ہے جو اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق قطع کرلے'۔ مجرم وہ ہے جو اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق کاٹ لیوے اس کو تو حکم تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا اور صادقوں کے ساتھ ہو جاتا مگر، ہوا و ہوس کا بندہ بن کر رہا اور شریروں اور دشمنان خدا اور رسول سے موافقت کرتا رہا۔ پس جو شخص بھی شریروں کی مجلس کو قبول کرتا ہے اور اچھوں سے الگ رہتا ہے اس کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ زندگی میں چاہئے تھا کہ وہ تعلق کاٹ لے۔ مرنے کے بعد پھر وقت گزر جائے گا۔ پھر ان کا تعلق خدا سے جو اس دنیا میں کاٹا گیا ہمیشہ کے لئے کاٹا گیا اور آخرت میں پھر یہ تعلق جُڑ نہیں سکتا۔

فرماتے ہیں "جو خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ ممکن ہے کہ زمیندار اپنا کھیت ضائع کرلے۔ نوکر موقوف ہو کر نقصان پہنچادے، امتحان دینے والا کامیاب نہ ہو مگر خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔ اس کا سچا وعدہ ہے کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" کہ وہ لوگ جو ہمارے رستوں پر چلتے ہیں یا وہی لوگ ہیں جو خدا کی خاطر غیروں سے تعلق کاٹ لیتے ہیں تو ان کا سفر خدا کی طرف ضرور شروع ہو جاتا ہے۔

یہی میں نے شروع میں آپ کو بتایا تھا کہ **اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا کی طرف آپ کا سفر آسان ہو تو خدا کی خاطر بعض لوگوں سے تعلق کاٹیں اور جب خدا کی خاطر بعض لوگوں سے تعلق کاٹیں گے تو اللہ آپ سے بہت زیادہ تعلق رکھے گا۔** یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کی خاطر کسی کو چھوڑا جائے اور وہ بھی منہ نہ لگائے۔

اب دنیا کے روزمرہ کے دستور میں آپ جانتے ہیں یہ ایک ایسی فطری حقیقت ہے جس کو تبدیل کیا ہی نہیں جاسکتا کوئی شخص بھی آپ کی خاطر کسی سے مخالفت لیتا ہے آپ لازماً اس کو گلے لگائیں گے اور پیار کریں گے تو اللہ کے متعلق سوچیں کہ اللہ جو سب سے زیادہ ان معنوں میں شکر ادا کرنے والا ہے اس نے اپنے شکر کے بھی رنگ رکھے ہیں۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو شکر میں بھی شکست نہیں دے سکتا۔ جب وہ شکریہ ادا کرتا ہے تو کمال کر دیتا ہے۔ فرمایا، "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جُویا ہوا وہ آخر منزل مقصود تک پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کے لئے تیاریاں کرنے والے اور راتوں کو دن بنا دینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں"۔ کئی لوگ ہیں بے چارے ساری ساری رات جاگتے ہیں اور کچھ بھی نہیں بنتا۔ ہر دفعہ امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ کثرت سے میرے پاس آتے ہیں یا خط لکھتے ہیں ان بے چاروں کو سمجھ نہیں آتی کہ ہوا کیا ہے، کریں کیا۔ امتحان میں جاتے ہی دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، اچھا بھلا پڑھا لکھا بھی بھول جاتا ہے۔

ان کی حالت دیکھ کر ہم رحم کھا سکتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ جس کا رحم اور فضل بے حد اور بے انت ہے اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا۔ ہم تو ایک امتحان کے طالب علم پر بھی رحم کرتے ہیں جس کی محنت ضائع جا رہی ہے مگر جو خدا کی طرف زور مار رہا ہو اس کا یہ امتحان ہے، اس کا یہ نصاب ہے۔ تو ہم لوگ تو کسی غیر طالب علم پر رحم کریں اور وہ اس پر رحم نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی طرف جدوجہد کر رہا ہو، کوشش کر رہا ہو۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ پھر فرماتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ کہ جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے اس کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے یعنی اس کو ان معنوں میں دیکھتا ہے کہ لازماً اس کو بے اجر نہیں رہنے دیتا۔ ایک ذرہ نیکی کا بھی بعض دفعہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ محاورے میں تو ہے کہ رائی کا پہاڑ بنا دیا انسان یہی کام کیا کرتا ہے مبالغہ آمیزی میں۔ ایک ہی ذات ہے وہ اللہ کی ذات ہے جو رائی کے بھی پہاڑ بنا دیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایسے کثرت سے واقعات ملتے ہیں کہ ایک انسان نے عمر بھر بدیوں میں ضائع کر دی اور ایک دن ایک چھوٹی سی نیکی کرنے کی ایسی توفیق ملی جو صرف اللہ کے لئے تھی۔ اور اس کے بعد پھر نیکیوں کے پہاڑ اس کے حق میں جمع کر دیئے گئے۔ پس واقعۃً رائی کا پہاڑ بنتا ہے لیکن ان معنوں میں بنتا ہے۔ بندوں کے جھوٹ اور مبالغہ آمیزی سے پہاڑ بنے بھی تو بے معنی اور بے حقیقت ہوا کرتا ہے۔

"ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال ہزارہا طالب علم سالہا سال کی محنت اور مشقتوں پر پانی پھرتا ہوا دیکھ کر روتے رہ جاتے ہیں"۔ یہ بالکل درست ہے۔ ہزارہا طالب علم ہیں اب تو لاکھوں لاکھ ہوں گے اور خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ میرے علم میں بھی ہیں ایسے لوگ، ایسے طالب علم جنہوں نے محض اس لئے خودکشی کی کہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور جاپان میں تو یہ عام سلسلہ ہے ناکامی ہوئی اور ساتھ ہی خودکشی ہو گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ایسا ہے کہ وہ ذرا سے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انسان دنیا میں ظنی اور وہمی باتوں کی طرف تو اس قدر گرویدہ ہو کر محنت کرتا ہے کہ آرام اپنے اوپر گویا حرام کر لیتا ہے اور صرف خشک امید پر کہ شاید کامیاب ہو جاویں ہزارہا رنج اور دکھ اٹھاتا ہے۔ تاجر نفع کی امید پر لاکھوں روپے لگا دیتا ہے مگر یقین اسے بھی نہیں ہوتا کہ ضرور نفع ہی ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے کی جس کے وعدے یقینی اور حتمی ہیں کہ جس کی طرف قدم اٹھانے والے کی ذرہ بھی محنت رائیگاں نہیں جاتی میں اس قدر دوڑ دھوپ اور سرگرمی نہیں پاتا۔ یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے، وہ کیوں نہیں ڈرتے کہ آخر ایک دن مرنا ہے"۔

یہ جو موت کا تصور ہے اس کا یقینی ہونا یہ سب سے زیادہ آپ کو برائیوں سے دور کرنے اور نیکیوں کی طرف قدم بڑھانے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ آپ نے سینکڑوں مرتے ہوئے دیکھے ہوں گے یا اگر کسی کا دائرہ محدود ہے پندرہ بیس تیس ایسے لوگ تو اس نے ضرور دیکھے ہوں گے کہ ان کے اندر گھروں میں پھرا کرتے تھے اچھی اچھی باتیں کیا کرتے تھے ان کے بزرگ بھی تھے یا ان کے گھروں میں آنے جانے والے لوگ تھے اب وہ کہاں گئے ہیں۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں جماعت انگلستان میں اگرچہ بہت برکت پڑی ہے کثرت سے لوگ باہر سے آئے ہیں مگر بہت پیارے پیارے چہرے ہیں، بہت نیک لوگ، مسجدوں میں آنے جانے والے، جماعتی کاموں میں آگے آگے وہ سب غائب ہو گئے۔

پس موت ایک اتنی یقینی حقیقت ہے کہ زندگی اتنی یقینی نہیں کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے یعنی زندگی ابھی وجود میں نہیں آئی کہ وہ مر گیا لیکن موت پر زندگی کو ان معنوں میں فتح نہیں کہ موت اٹل ہے اور زندگی اٹل نہیں ہے۔ زندگی کی لاکھوں قسمیں ہیں جو پنپنے سے پہلے ضائع ہو جاتی ہیں اور موت ان پر غالب آجاتی ہے۔ پس یہ موت کا جو پہلو ہے اس کو اگر آپ پیش نظر رکھیں تو اس وقت کا تصور کریں جب بالآخر خدا کو جان دینی ہے، جب دنیا چھوڑ کر جانا ہوگا تو پھر کس حسرت سے آپ دیکھیں گے اپنی طرف حسرت کے ساتھ دیکھنے والوں کو۔ وہ روئیں گے آپ کی مدح کے گیت بعد میں گاتے رہیں گے مگر آپ اس وقت جانتے ہوں گے کہ آپ کی خاطر یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ان کی تعریفیں بے کار جائیں گی، ان کا ذکر خیر، ان کی محافل، ان کی مجالس، ان کے چالیسویں سب بے معنی ہیں۔ جس نے جانا تھا وہ مرتے وقت جانتا ہے کہ میں ایک ایسے قادر مطلق خدا کی طرف جا رہا ہوں جس کو اس بات کی ادنیٰ بھی پروا نہیں ہوگی کہ میرے پیچھے لوگوں نے کیا واویلے کئے اور کیسے کیسے نوحے پڑھے۔ یہی دنیا کے چکر ہیں صرف، فلاں پیر مر گیا اس کے قل ہو رہے ہیں اس پہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں اس کی تعریف کے گن گائے جا رہے ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ جس جگہ وہ حاضر ہوا ہے وہاں ان چیزوں کی کوڑی کی بھی قدر نہیں۔ "آخر ایک دن مرنا ہے کیا وہ ان ناکامیوں کو دیکھ کر بھی اس تجارت کی فکر میں نہیں لگ سکتے جہاں خسارہ کا نام و نشان ہی نہیں اور نفع یقینی ہے۔ زمیندار کس قدر محنت سے کاشتکاری کرتا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ نتیجہ ضرور راحت ہی ہوگا"۔

پس اس اقتباس کے ساتھ میں آج کا یہ خطبہ ختم کرتا ہوں۔ اس میں بہت سے پیغام ہیں جماعت کے نام اور ان کو مزید تفصیل سے کھولنے کی ضرورت کوئی نہیں جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ دیا اب اپنا حساب آپ خود رکھیں کیونکہ ہر ایک نے خود مرنا اور خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ......☆......☆......☆

جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا
(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی کی روشنی میں

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان بر موقع جلسہ سالانہ قادیان دارالامان دسمبر ۱۹۹۷ء

☆ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

(توبہ آیت ۱۲۸)

☆ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

☆ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْ اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً O

(احزاب آیت ۲۲)

☆ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ O

(قلم آیت ۵)

آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالنے سے قبل ضروری ہے کہ اخلاق کے معنوں پر کسی قدر روشنی ڈالی جائے چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں ہی عرض کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں :۔

"اس جگہ بہتر ہوگا کہ میں خلق کے لفظ کی بھی کسی قدر تعریف کر دوں۔ سو جاننا چاہئے کہ خَلق "خا" کی فتح سے ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق "خا" کے ضمہ سے باطنی پیدائش کا نام ہے اور چونکہ باطنی پیدائش اخلاق سے ہی کمال کو پہنچتی ہے نہ صرف طبعی جذبات سے اس لئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے طبعی جذبات پر نہیں بولا گیا اور پھر یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خُلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے یہ ان کی غلطی ہے بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئیں ہیں ان سب کیفیتوں کا نام خلق ہے مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خُلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو شجاعت کہتے ہیں۔ پس جب انسان محل پر اور موقع کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کا نام بھی خلق ہے اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے یا ناداروں اور بھوکوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اور طرح سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو رحم بولتے ہیں اور کبھی انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے ظالم کو سزا دیتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو انتقام کہتے ہیں اور کبھی انسان حملہ کے مقابلہ پر حملہ کرنا نہیں چاہتا اور ظالم کے ظلم سے درگذر کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو عفو اور صبر کہتے ہیں اور کبھی انسان بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کیلئے اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے یا پیروں سے یا دل اور دماغ سے اور ان کی بہبودی کے لئے اپنا سرمایہ خرچ کرتا ہے تو اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو سخاوت کہتے ہیں پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقع اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اس وقت اس کا نام خُلق رکھا جاتا ہے اللہ جلّ شانہٗ ہمارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (قلم آیت ۵)

یعنی تو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنی ہیں یعنی یہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۱۹)

سامعین کرام! سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب اصلاح خلق کیلئے مبعوث فرمایا تو دنیا میں چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی اور اس خوف ناک تاریکی کا مرکز اس دور میں جزیرہ عرب بنا ہوا تھا قرآن مجید نے اس نقشہ کو یوں پیش فرمایا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (سورہ روم ۴۲)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا کی تاریکی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے پہلے عرب کی حالت نہائت ردّی ہو چکی تھی۔ ایک قسم کی بے قیدی اور شرارت اور بدکاری ان میں پائی جاتی تھی شرابیں پیتے تھے زنا کرتے تھے جوا کھیلتے تھے اور کسی قسم کے جرم کو معصیت نہیں سمجھتے تھے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی ان مفاسد کا ذکر کیا ہے جتنی متفرق بدیاں مختلف زمانوں میں دنیا میں ہوتی رہیں ہیں آدم سے لیکر اخیر زمانہ تک وہ سب مجموعی طور پر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں۔ وہ ایک نہائت ہی تاریک زمانہ تھا جبکہ آنحضرت ﷺ کا آفتاب نبوت نکلا اور اس نے دنیا کو روشن کیا"۔

(بدر ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۰)

ایسی گھٹا ٹوپ تاریکی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے لیل یعنی رات سے تشبیہ دی ہے آنحضرت ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہوا لیکن اس رات کو اللہ تعالیٰ نے قدر و منزلت والی رات قرار دیا ہے فرمایا۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ O وَمَا اَدْرٰكَ مَالَيْلَةُ الْقَدْرِ O لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ O تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

(سورۃ القدر)

یعنی ہم نے قرآن مجید کو ایک قدر و منزلت والی نہائت تاریک رات میں اُتارا ہے اور وہ رات اس لئے قدر و منزلت والی ہے کہ اس رات میں دُنیا کیلئے فرشتے اور روح الامین نور کی کرنیں لیکر اترتے ہیں ہدایت کے سوتے اس رات پھوٹتے ہیں سامعین کرام یہاں اس امر کی وضاحت کر دینا نہایت ضروری ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد عربی ﷺ کی بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے تربیت فرمائی تھی اور اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھی آپ روشنی کے ایک مینار کی طرح تھے چنانچہ بچپن سے ہی اہل مکہ میں آپ صدوق اور امین کے نام سے مشہور تھے یعنی اہل مکہ آپ کو سب سے بڑھ کر سچا اور سب سے بڑھ کر امانت دار خیال کرتے تھے ایسے ماحول میں جہاں شراب پانی کیطرح پی جاتی تھی اور بے حیائی کا طوفان بپا تھا آپ عصمت و پاکیزگی کی ایک حسین تصویر تھے مخلوق خدا کیلئے محبت و پیار ہمدردی و ایثار کا جذبہ آپ سے فطرتی طور پر پھوٹ پھوٹ کر نکلتا تھا اور قرآن مجید نے آپ کے متعلق اس حسین نقشہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ (نور ۳۶)

کہ آپ کی نیک فطرت نور شریعت کے چھونے سے قبل ہی بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھی اور شریعت کے نور نے اس فطرتی نور پر مزید چار چاند لگادئے۔

چنانچہ نزول شریعت سے قبل ہی آپ کا معمول تھا کہ کئی کئی روز تک غار حرا میں جاکر دنیا کی تاریکی پر لرزاں و ترساں سخت فکر مند یاد الٰہی میں مصروف رہتے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے :۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب تیس سال سے زیادہ ہوئی تو آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی عبادت کی رغبت پہلے سے زیادہ جوش مارنے لگی آخر آپ شہر کے لوگوں کی شرارتوں بدکاریوں اور خرابیوں سے متنفر ہو کر مکہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کی چوٹی پر ایک پتھروں سے بنی ہوئی چھوٹی سی غار میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگ گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چند دن کی غذا آپ کیلئے تیار کر دیتیں آپ وہ لیکر حرا میں چلے جاتے تھے اور ان دو تین پتھروں کے اندر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں رات اور دن مصروف رہتے تھے۔

جب آپ چالیس سال کے ہوئے ایک دن آپ نے اسی غار میں ایک کشفی نظارہ دیکھا کہ ایک شخص آپ کو مخاطب ہو کے کہتا ہے "پڑھئے" آپ نے فرمایا میں تو پڑھنا نہیں جانتا اس پر اس نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا اور آخر پانچ فقرے اس نے آپ سے کہلوائے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ O یہ وہ قرآنی ابتدائی وحی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام دنیا کو اپنے رب کے نام پر جس نے تجھ کو بھی اور سب مخلوق کو پیدا کیا ہے پڑھ کر آسمانی پیغام سنادے وہ خدا جس نے انسان کو ایسے طور پر پیدا کیا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی محبت کا بیج پایا جاتا ہے۔ ہاں سب دنیا کو یہ پیغام سنادے کہ تیرا رب جو سب سے زیادہ عزت والا ہے تیرے ساتھ ہوگا وہ جس نے دنیا کو علوم سکھانے کیلئے قلم بنائی ہے اور انسان کو وہ کچھ سکھانے کیلئے آمادہ ہوا ہے جو اس سے پہلے انسان نہیں جانتا تھا۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۱۱۳)

حضرت رسول کریم ﷺ کی زندگی کا یہ ایک اہم واقعہ ہے اور قرآن کریم کیلئے یہ آیات ایک بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ پر جب یہ کلام نازل ہوا تو آپ کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کیا میں خدا تعالیٰ کی اتنی بڑی ذمہ داری ادا کر سکوں گا؟ کوئی اور ہوتا تو کبر اور غرور سے اس کا دماغ پھر جاتا کہ خدائے قادر نے ایک کام میرے سپرد کیا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کام کرنا جانتے تھے کام پر اترانا نہیں جانتے تھے آپ اس الہام کے بعد حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے آپ کا چہرہ اُترا ہوا تھا اور گھبراہٹ کے آثار ظاہر تھے حضرت خدیجہؓ نے پوچھا آخر ہوا کیا؟ آپ نے سارا واقعہ سنایا اور فرمایا میرے جیسا کمزور انسان اس بوجھ کو کیسے اٹھا سکے گا حضرت خدیجہؓ نے کہا كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَداً اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری باب بدء الوحی)

خدا کی قسم یہ کلام خدا تعالیٰ نے اس لئے آپ پر نازل نہیں کیا کہ آپ ناکام اور نامراد ہوں اور خدا آپ کا ساتھ چھوڑ دے خدا تعالیٰ ایسا کب کر سکتا ہے آپ تو وہ ہیں کہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بے کس اور بے مددگار لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں وہ اخلاق جو ملک سے مٹ چکے تھے وہ آپ کی ذات کے ذریعہ سے دوبارہ قائم ہو رہے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از بعثت زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے نہ صرف ایک عظیم صداقت پر مشتمل ہے بلکہ اس میں آپ کی قبل از بعثت زندگی کا ایک جامع خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور خاکسار کو آج کی اپنی اس تقریر میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ انہی واضح

صداقتوں کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے متعلق کسی قدر عرض کرتا ہے۔ خاکسار عرض کر چکا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جس وقت آپ کے یہ اوصاف بیان فرمائے تھے تو ابھی آپ پر شریعت کا نزول نہیں ہوا تھا لیکن جب نزول شریعت ہو چکا تو آپ کی فطرتی روشنی جو پہلے ہی بھڑک اٹھنے کیلئے تیار تھی شعلۂ شریعت سے نور علی نور میں تبدیل ہوگئی جس کا تذکرہ میں اس سے پہلے قرآن مجید کی روشنی میں کر چکا ہوں۔

سامعین کرام! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے متعلق مذکورہ حدیث میں پانچ عظیم اخلاق کا ذکر فرمایا۔

۱۔ انک لتصل الرحم: یعنی آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں'

۲۔ وتحمل الکل: آپ بے کس اور بے مددگار لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔

۳۔ وتکسبُ المعدوم: آپ ان اخلاق کو بھی دُنیا میں قائم کرنے میں کوشاں ہیں جو رفتہ رفتہ معدوم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

۴۔ وتقری الضیف: آپ مہمان نوازی کرتے ہیں۔

۵۔ وتعین علی نوائب الحق: اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

رحمی رشتہ داروں سے آنحضرت ﷺ کا حسن سلوک

سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ نے اپنی تمام تر زندگی میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی جو خدمت فرمائی اس کو اور آپ کے دیگر اخلاق فاضلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بے نظیر اور قابل عمل نمونہ ہے اور انہی نمونوں کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں تاکیدی احکامات نازل فرماتے ہیں ارشاد ربانی ہے۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ (بنی اسرائیل آیت ۲۴)

ترجمہ: یعنی تیرے رب نے اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نیز یہ کہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آئے تو انہیں ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے ہمیشہ نرمی سے بات کر۔

پھر قریبی رشتہ داروں کی خدمت کیطرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ (بنی اسرائیل آیت ۲۶)

کہ قریبی رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرو۔

قرآن مجید کے انہی احکامات و ارشادات کی روشنی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

(مسلم کتاب البر والصلہ باب رغم انف من ادرک ابویہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مٹی میں ملے اس کی ناک مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ تین دفعہ آپ نے دہرائے) یعنی ایسا شخص سخت قابل مذمت اور بد قسمت ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

اسی طرح رسول خدا ﷺ نے ایک موقع پر قطع رحمی کرنے والے کے متعلق فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (بخاری مسلم)

کہ رشتوں کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

ایک موقع پر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اس کے رزق میں فراخی عطا کی جاتی ہے۔

محترم سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن مجید کے مذکورہ فرمان اور اپنے ارشادات کے عین مطابق تھی۔

آپ ﷺ کے اپنے والدین اگرچہ آپ کی کم عمری میں ہی وفات پاگئے تھے لیکن آپ نے تمام عمر اپنی رضاعی والدہ کی اپنی ماں کیطرح خدمت سرانجام دی ایک موقع پر جب وہ آپ سے ملنے آئیں تو "میری ماں میری ماں" فرما کر آپ عزت و احترام سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے قحط کے موقعہ پر آپ نے حضرت حلیمہ کی ۴۰ بکریاں دے کر خدمت فرمائی۔

آپ کے والد بزرگوار نے اپنے ترکہ میں ایک لونڈی اُمّ ایمن" نام سے چھوڑی آپ نے اپنے والدین کی محبت کو اس طرح نبھایا کہ اس لونڈی سے بھی بے پناہ ہمدردی و احسان کا سلوک فرمایا ان کی اپنے آزاد کردہ غلام سے شادی کرائی اور ان کی اولاد حضرت اُسامہ سے اس قدر شفقت فرمائی کہ انہیں لشکر کا کمانڈر مقرر فرمایا۔

پھر آپ نے اپنے چچا ابو طالب کی جو عیالدار تھے اس طرح خدمت کی کہ ان کے ایک بیٹے کو تحریک کر کے اپنے چچا عباس کی کفالت میں دے دیا اور ایک کو خود اپنے گھر میں لے آئے یعنی حضرت علی ابن ابی طالب کو اور پھر تمام زندگی ان سے اس قدر شفقت و محبت فرمائی کہ اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ سے ان کی شادی کی۔

وتحمل الکلّ

سامعین کرام آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے سمندر میں وقت کی رعایت سے رشتہ داروں سے حسن سلوک کی صرف چند ایک مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کر کے آنحضرت ﷺ کے متعلق ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بیان فرمودہ اس خلق کا ذکر کرتا ہوں جس میں آپ نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ بے سہارا اور بے کس لوگوں کے بوجھ اٹھاتے تھے ایسے لوگوں میں بیوائیں اور یتامیٰ ہر معاشرے میں پہلے نمبر پر آتے ہیں یتامیٰ کے متعلق فرمان الٰہی ہے۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورہ ضحیٰ)

اور تو یتیم پر غصہ نہ کر اور سوالی کو نہ جھڑک

اس فرمان الٰہی کے مطابق ہی رسول خدا ﷺ کی تعلیم تھی

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ (بخاری۔ مسلم)

کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جیسے دو انگلیاں اکٹھی ہوتی ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی تمام عمر انہی ارشادات کے مطابق گذاری اور ہوتا بھی کیوں نہ جبکہ خود آپ بھی بچپن میں یتیم تھے آپ کے والد محترم کا سایۂ عاطفت آپ کی پیدائش سے پہلے ہی گزر چکا تھا آپ نے انتہائی تکلیف کی گھڑیاں بیوہ ماں کے ساتھ گزاریں اور زندگی بھر ان دنوں کو بھلا نہ سکے ایک موقعہ پر جبکہ ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری رعب بھی عطا کر دیا تھا ایک شخص کو جو آپ کے سامنے حاضر ہو کر تھر تھر کانپ رہا تھا فرمایا۔

"گھبراؤ نہیں میں فرشتہ نہیں ہوں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی"

(شمائل ترمذی)

کمزور پسماندہ اور معاشرے کے گرے پڑے لوگ ہمیشہ آپ کی امیدوں کا مرکز رہتے اور ہمیشہ آپ کی دلی خواہش رہتی کہ کمزور طبقات کے لوگوں کو گلے سے لگا کر معاشرے میں ان کے جائز حقوق انہیں دلائے جائیں چنانچہ یہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے کہ آپ پر ایمان لانے والے اکثر قوم کے ضعفاء ہی تھے چنانچہ ایک مرتبہ ہرقل شہنشاہ روم نے ابو سفیان سے سوال کیا کہ

"أأشراف الناس اتبعوه ام ضعفاء هم"

کہ کیا اس مدعی نبوت پر صاحب اقتدار اور بڑے لوگ ایمان لاتے ہیں یا کمزور لوگ ابو سفیان نے برملا جواب دیا" ضعفاء هم کہ کمزور اور ضعیف لوگ آپ پر ایمان لاتے ہیں۔

یہی کمزور اور غریب لوگ جب آنحضور ﷺ کے ساتھ حرم شریف میں نماز پڑھنے کیلئے جاتے تو کفار ان پر استہزاء کرتے ہوئے کہتے

"أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا"

کہ کیا یہی کمزور اور غریب اور دھتکارے ہوئے لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بے حد ضروری ہے کہ اسلام سے قبل ضعفاء و غرباء کی حالت نہایت ابتر اور قابل رحم تھی اور یہاں تک ان سے ظالمانہ سلوک کیا جاتا گویا وہ انسان نہیں کوئی اور مخلوق ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی خرید و فروخت تک بھی جائز تھی۔

ایسے خوفناک دور میں آنحضور ﷺ اپنی جوانی کے دور سے ہی غرباء و مساکین کی ہمدردی اور شفقت میں اس قدر آگے نکل گئے تھے کہ گویا ان سے پیار کرنے لگے تھے۔

"ایک دفعہ رسول کریم ﷺ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے ایک غریب صحابی جو اتفاقی طور پر نہایت بد صورت بھی تھے گرمی کے موسم میں بوجھ اٹھا اٹھا کر ایک طرف سے دوسری طرف منتقل کر رہے تھے ایک طرف ان کا چہرہ بد صورت تھا تو دوسری طرف گرد و غبار اور بے اور بھی بد نما نظر آ رہا تھا عین اس وقت رسول کریم ﷺ بازار میں سے گذرے اور آپ نے ان کے چہرہ پر افسردگی کی علامتیں دیکھیں آپ خاموشی سے ان کے پیچھے چلے گئے اور جیسے بچے آپس میں کھیلتے وقت چوری چھپے پیچھے کی طرف سے جا کر کسی دوست کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے اور پھر یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اندازہ لگا کر بتائے کہ کس شخص نے اس کی آنکھیں بند کی ہیں اسی طرح آپ نے ان کی آنکھوں پر جا کر ہاتھ رکھ دیا اس نے اپنے ہاتھ سے آپ کے بازو اور جسم کو ٹٹولنا شروع کیا اور سمجھ لیا کہ یہ رسول کریم ﷺ ہیں یوں بھی وہ سمجھتا تھا کہ اتنے غریب اتنے بدصورت اور اتنے بدحال آدمی کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے سوا اتنی محبت کا اظہار اور کون کر سکتا ہے یہ معلوم کر کے کہ رسول کریم ﷺ ہی اس کے ساتھ اظہار محبت کر رہے ہیں اس نے اپنا مٹی آلودہ اور پسینہ سے بھرا ہوا جسم رسول کریم ﷺ کے لباس کے ساتھ ملنا شروع کیا شاید وہ یہ دیکھنا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی محبت اور آپ کا حوصلہ کتنا ہے رسول کریم ﷺ مسکراتے رہے اور اس کو اس حرکت سے منع نہ کیا جب وہ پیٹ بھر کے آپ کے کپڑوں کو خراب کر چکا تو آپ نے مذاقاً فرمایا میرے پاس ایک غلام ہے کوئی اس کا خریدار ہے؟ آپ کے اس فقرہ نے اس کو عرش سے فرش پر لا کر پھینک دیا اور اس بات کی طرف اس کی توجہ پھرا دی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کون مجھ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے اور میں کس قابل ہوں کہ غلام کر کے ہی کوئی مجھے خریدے اس نے افسردگی سے کہا یا رسول اللہ میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں آپ نے فرمایا نہیں نہیں ایسا مت کہو تمہاری قیمت خدا کی نظر میں بہت زیادہ ہے"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۵۲)

باقی

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
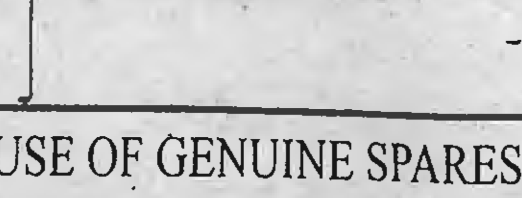
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بحیثیت عاشق رسول صلّی اللہ علیہ وسلم

از۔ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے تا وہ اپنی ذات اور صفات کے ساتھ پہچانا جائے۔ یہ عظیم مقصد اس وقت اپنے کمال کو پہنچا جب انسانِ کامل سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اس "عبد اللہ" کے ظہور سے قوسِ عبودیت قوس اُلوہیت کے ساتھ اس طرح باہم پیوست ہوگئی کہ درمیانی فاصلے کا ادراک انسانی ذہن کے بس کی بات نہ رہی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شان کے ساتھ اپنے رب کے رنگ اپنے اوپر چڑھائے کہ یوں محسوس ہوا کہ گویا خود خدا جامۂ بشریت میں زمین پر اُتر آیا۔ اس طرح آپؐ خدا کی ذات میں گم اور محو ہوگئے کہ آپ کا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے عرش سے اس کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا قُل اِنَّ صلوٰتی وَ نُسُکی وَمَحیایَ وَمَمَاتی للّٰہ رَبِّ العٰلَمِین کہ اے محمد مصطفیٰ اے مرے حبیب! دُنیا والوں کو تیرے مقامِ قرب کا اندازہ نہیں ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعے دنیا کو بتادے کہ میرا تو اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ میری نمازیں، میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ خدائے رب العٰلمین کیلئے ہو چکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"آپ کا وجود خدا کی تجلّیات کے پورے مشاہدہ کیلئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا کی محبت کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے"۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اوّل صفحہ ۱۸۷)

ایک اور مقام پر قرب الٰہی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس تمام تقریر کا مدّعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قربِ الٰہی کے مراتب تین قسموں پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم اُلوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلم ہے جس کی شعائیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نورِ قدیم تک پہنچا رہی ہیں وللہ درّ القائل۔

محمدؐ عربی ہے بادشاہِ ہر دو سرا\
کرے ہے رُوحِ قدس جسکے در کی دربانی\
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں\
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

کیا ہی خوش نصیب ہے وہ آدمی جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کیلئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدِنا وَ مَولٰنا مُحَمَّدٍ وَّآلِہ واصحابہ اجمعین۔

(سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

قارئین! جب وہ خاتم الانبیاء کامل مظہر خدا بن کر دنیا میں ظاہر ہوا اور الٰہی نور سے روشن ہو کر سراجاً منیراً ایک چمکتا سورج بن کر نمودار ہوگیا تو اب آئندہ کیلئے نور اور روشنی حاصل کرنے کا ذریعہ یہی آفتاب ٹھہرا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے یہ اعلان کروایا۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

(سورہ آل عمران: ۳۲)

کہ اب اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو اور علی قدر مراتب خدا کا قرب حاصل کرنے کے خواہشمند ہو تو بس ایک ہی ذریعہ ہے فَاتَّبِعُونِی میری پیروی کرو۔ میری محبت اور میری اطاعت میں جس قدر اپنے آپ کو محو کرو گے اسی نسبت سے خدا کی محبت اور خدا کا قرب پا سکو گے۔

اس تمہید کے بعد آیئے! اب بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی زندگی پر نظر کر کے دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ پر محبت کی اور آپ کی اطاعت اور پیروی کو کس معیار تک پہنچایا اور پھر اس کے عوض کیا کیا روحانی برکات اور فیوض حاصل کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کے بعد اگر کسی وجود سے محبت اور عشق تھا تو صرف اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم\
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ خدا کے بعد میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہ عشق کفر ہے تو خدا کی قسم میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

یہ عشق و محبت کی داستان کوئی عارضی، وقتی اور محض جذباتی کیفیت کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ اس محبت اور عشق اور سرشاری کے پیچھے ایسے حسن و احسان کے جلوے تھے جو ہر صاحب بصیرت انسان کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی اشعار میں فرماتے ہیں۔

وَجْہُ الْمُھَیمِنِ ظَاھِرٌ فِیْ وَجْھِہٖ\
وَشُئُونُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذَا الشَّان

کہ آپؐ کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نمایاں ہے اور خدا کی صفات آپ کی اس شان سے جلوہ گر ہو گئیں۔

فَلِذَا یُحَبُّ وَیستَحِقُّ جَمَالُہٗ\
شَغَفًا بِہٖ مِنْ زُمْرَۃِ الاخْدَان

سو اسی لئے تو آپؐ سے محبت کی جاتی ہے اور آپؐ ہی کا جمال اس لائق ہے کہ دوستوں کے گروہ میں سے صرف آپؐ ہی سے بے پناہ محبت کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ میں اس آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا"۔

اسی تسلسل میں داستانِ عشق کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے:۔

دنیا میں پیارے سے پیارے وجود فوت ہوتے رہتے ہیں جن کے اقارب چند دن یا چند ماہ تک انہیں یاد کر کے اپنے دلوں میں کسک محسوس کرتے ہیں لیکن یہ کیسا محبوب ہے کہ جس کے وصال پر چودہ صدیوں کا طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج بھی اس کا ایک عاشق صادق اس جانگداز واقعہ کے تصور سے بے چین ہو کر آنسوؤں سے روتا جاتا ہے اور تنہائی میں اپنے محبوب کے ایک اور عاشق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر گنگناتا ہے۔

کُنْتَ السَّوادَ لِنَاظِرِی فَعَمِیَ عَلَیکَ النَّاظِر\
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلیَمُتْ فَعَلَیکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے میرے محبوب تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک میں اکیلے میں ٹہلتے اور آنسوؤں سے روتے دیکھا تو گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ

"کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا"

پس دیکھئے کیسا یہ پاکیزہ عشق ہے کہ اپنے محبوب کی یاد میں اُس کے ایک ایسے عاشق کے ذکر کو بھی زندہ کر دیا جو چودہ سو سال پہلے گزر چکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ عالم تھا کہ ہر دم آپ کا ہی خیال رہتا تھا جیسا کہ آپ اپنے عربی اشعار میں فرماتے ہیں۔

مِن ذِکرِ وَجھِکَ یاحدِیقَۃَ بَھجَتی\
لَم اَخلُ فِی لَحظٍ وَّلَا فِی اٰن

کہ اے میری خوشی کے باغ تیرے چہرے کی یاد سے میں ایک لحظہ اور آن کیلئے بھی خالی نہیں رہا۔

یَاحِبِّ اِنَّکَ قَددَخَلتَ مَحَبَّۃً\
فِی مُھجَتِی وَمَدَارِکِی وَجَنَانِی

اے میرے محبوب! تو از راہ محبت میری جان میرے حواس اور میرے دل میں داخل ہو گیا ہے

کبھی آپ کے تصور کی آنکھ مکہ مکرّمہ کی پاک زمین کا طواف کرتی نظر آتی ہے اور کبھی ہجرت مدینہ کے واقعہ کو یاد کر کے آنسو بہاتی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

شَمْسُ الھُدیٰ طَلَعَت لَنَا مِن مَکَّۃٍ\
عَینُ النَّدَا نَبَعَتْ لَنَا بِحَرَاءِ

دین کا آفتاب ہم پر مکہ معظمہ سے چڑھا بخشش چشمہ غار حراء سے ہمارے لئے پھوٹا

یُحِبُّ جَنَانِی کُلَّ اَرْضٍ وَطِئتَھَا\
فَیَالَیتَ نِی کَانَتْ بِلَادُکَ مَولِدَا

میرا دل ہر اس زمین سے پیار کرتا ہے جس آپ نے قدم رکھے کاش آپ کا وطن ہی میرا زاد بو ہوتا۔

تَذَکَّرتُ یومًا فِیہِ اُخرِجَ سَیِّدِی\
فَفَاضَت دُمُوعُ العَینِ مِنِّی بِمُنتَدِی

مجھے وہ دن یاد آیا کہ جس میں میرے سید و مو نکالے گئے۔ تو میری آنکھوں کے آنسو مجلس ہی بہنے لگے۔

اِلَی الاٰنَ اَنْوَارٌ بِبُرْقَۃِ یَثْرِبٍ\
نُشَاھِدُ فِیھَا کُلَّ یَومٍ تُجَدَّدَا

اب تک مدینہ کی پتھریلی زمین میں ایسے انو ہیں کہ ہر روز ہم ان میں جدت دیکھتے ہیں

فَوَجْہُ الْمَدِیْنَۃِ صَارَمِنْہُ مُنَوَّرًا\
وَبَارَکَ حُرَّ الرَّمْلِ وَطْئًا وَّقَرْدَدَا

پس مدینہ کا چہرہ اس نور سے نورانی ہو گیا اور ا نے اپنے چلنے پھرنے سے ریتیلی و پتھریلی زمین بابرکت کر دیا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عشق، و محبت ان جذبات و احساسات کی روشنی میں مخالفی احمدیت کی اس حماقت کا اندازہ کیجئے جو کہتے ہیں احمدیوں نے مکہ اور مدینہ کے اسلامی مراکز بالمقابل قادیان اور ربوہ کے مراکز بنا رکھے ہیں یہ کہ ان کا حج قادیان میں ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے بانیٔ جماعتِ احمدیہ نے حج نہیں کیا اوّل تو ارکا اسلام میں سے کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کے بع پانچواں رکن حج کی عبادت کا ہے اور اس کے بہت سی شرائط ہیں کہ سفر اختیار کرنے استطاعت ہو اور راستے کا امن ہو اور جب تک شرائط پوری نہ ہوں حج فرض ہی نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے ایک تو راستے امن مفقود تھا اور دوسری طرف خدا کی طرف ایسے فرائض آپ کے سپرد تھے جو حج سے بھی زیا

مقدم تھے اصل تو دل کی حالت کو دیکھنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کی حالت تو یہ تھی جو آپ اپنے ایک شعر میں بیان فرماتے ہیں

جسمی یطیرُ الیک من شوقٍ علیٰ
یالیتَ کانتْ قوّۃُ الطّیَرانِ

کہ اے میرے محبوب! میرا جسم تو شوق کے غلبہ سے تیری طرف اُڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش! کہ مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

اِسی تعلق میں آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک روایت پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جانؓ اور ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کیلئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے، حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا۔ "یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا"۔

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس وجود کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور سے پروانہ وار حضورؐ کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارے کی تاب نہ لاکر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء سیرت طیبہ)

جو اپنے سینوں میں ایک حساس دل رکھتے ہیں وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اس عاشق رسول کے پاکیزہ دلی جذبات کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا قدر و قیمت ہے اور اسی حقیقت کی آئینہ دار یہ حدیث نبوی ہے جس میں آنحضور ﷺ فرماتے ہیں۔ نیّۃُ المؤمن خیر من عملہ کہ بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک مومن کی نیک نیت اور پاکیزہ دلی جذبات اس کے عمل پر سبقت لے جاتے اور عمل سے زیادہ قبولیت کا درجہ اور شرف پاتے ہیں۔

محبت اطاعت کا تقاضہ کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے تئیں اطاعت کا یہ عالم تھا کہ ہر چھوٹا بڑا کام کرنے سے قبل یہ دیکھتے تھے کہ یہ فعل قال اللہ اور قال الرسول کے تابع آتا ہے یا نہیں اور ہر کام میں حضرت نبی کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے حتی کہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اپنے آقا کی اتباع میں لذت پاتے اور اس کا غیر معمولی خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت میں بظاہر دو بہت معمولی واقعات بیان کرتا ہوں کیونکہ انسان کا کردار زیادہ تر چھوٹی باتوں میں ہی ظاہر ہوا کرتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ آپ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے وہ سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا۔ آپؑ کے آرام کے لئے مکان کی کھلی چھت پر چارپائی بچھادی گئی تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے تو آپ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا۔

"کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بے پردہ اور بے منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے"۔

پھر چونکہ اس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپ نے شدت کی گرمی کے باوجود بند کمرے میں رات گزاری مگر اس کھلی چھت پر نہیں سوئے۔

ایک اور موقعہ پر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت باہر سے آئے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کسی شخص نے دروازے پر دستک دی اس پر حاضر الوقت لوگوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان صاحب کو اُٹھتے دیکھا تو جلدی سے اُٹھے اور فرمایا۔

"ٹھہریں ٹھہریں۔ میں خود دروازہ کھولوں گا۔ آپ مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہمان کا اکرام ہونا چاہئے"۔

ایک عاشق صادق کے سوا کہ جس کی نظر ہر حرکت و سکون کے وقت اپنے محبوب کی اداؤں پر رہتی ہو۔ کوئی دوسرا بظاہر ایسی معمولی معمولی ہدایتوں کو ملحوظ نہیں رکھ سکتا۔

آجکل کے بعض مشائخ پیروں اور گدی نشینوں نے آنحضرت ﷺ کی متابعت کو چھوڑ کر طرح طرح کے وظیفے اور اوراد اور قسم قسم کے خود تراشیدہ مجاہدات اور چلے کشیاں وغیرہ جاری کر رکھے ہیں اور خلقت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جس نے بھی استفسار کیا کہ گناہوں سے نجات اور خدا اور اس کے رسول کی محبت حاصل کرنے کیلئے کیا مجاہدات کرنے چاہئیں۔ ان سب کے لئے آپ کا یہی جواب تھا۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیل مستانِ محمدؐ

کہ اگر تو نفس کی بدمستی سے نجات پانا چاہتا ہے تو محمدؐ کے مستوں کے ذیل میں آجا۔

شرائط بیعت جن پر عمل کرنے کا عہد کر کے ایک شخص جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اُس میں ایک شرط یہ رکھی گئی ہے کہ

"بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا"۔

(اشتہار ۱۲ر جولائی ۱۸۸۹ء)

ایک شخص نے بیعت کے بعد عرض کیا کہ حضور! مجھے کوئی وظیفہ بتائیں فرمایا۔

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو"۔

(الحکم جلد ۷ پرچہ ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے بیان کیا کہ۔

"ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد صاحب چشتیائی طریق سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے احمدیت سے قبل میرا بھی اس طریق کے وظائف کی طرف میلان تھا بلکہ ایک حد تک اب بھی ہے پس حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو میں پڑھا کروں۔ فرمایا:۔

"ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں بس یہی وظیفہ ہے"۔

(بحوالہ محامد خاتم النبیینؐ
مرتبہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم)

حضرت ملک غلام حسن صاحب رہتاسی نے بیان کیا کہ

"غالباً ۱۸۹۴ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جب میں دار الامان میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ پہلے ہم لوگ شیعہ تھے اور اس وقت ہم اہل بیت نبویؐ پر بہت درود بھیجتے تھے اب کون سا درود شریف پڑھا کریں فرمایا۔

"جو درود شریف نمازوں میں پڑھا جاتا ہے وہی پڑھا کریں"۔ میں نے عرض کیا کہ کتنی بار روزانہ درود شریف پڑھا کروں۔ فرمایا "کسی خاص تعداد کی شرط نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ سوچ سمجھ کر اور آنحضرت ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آسانی سے جس قدر پڑھا جا سکے اُسی قدر پڑھا کریں

"بدقسمتی سے مخالفین احمدیت کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ احمدیوں کا درود بھی الگ ہے جبکہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اور فرمایا جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۸)

درود شریف کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"درود شریف کے طفیل ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔۔۔ درود شریف کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔

(اخبار الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

پھر اپنی فعلی شہادت پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں دقیق در دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے حل نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (یعنی یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ایمان اور یقین تھا کہ محبوب الٰہی بننے کیلئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی جائے نہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر اپنے طور پر نئے نئے طریقے قرب الٰہی کے تلاش کرنے کے لئے ایجاد کر لئے جائیں اس تعلق میں آپ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم ﷺ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران: ۳۲) یعنی محبوب الٰہی بننے کیلئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جاوے سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین۔ آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی لے لیا ہے باقی اُمور کو جو اخلاق فاضلہ آپؐ کے تھے اُن کو چھوڑ دیا۔۔۔

(الحکم جلد نمبر ۶ نمبر ۲ صفحہ ۸۰۵
مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

نیز فرماتے ہیں:۔

"اپنی شامتِ اعمال کو نہیں سوچا۔ اُن اعمال خیر کو جو پیغمبر ﷺ سے ملے تھے ترک کر دیا اور ان کی بجائے خود تراشیدہ درود وظائف داخل کر لئے اور چند کافیوں کا حفظ کر لینا کافی سمجھا گیا۔ بلھے شاہ کی کافیوں پر وجد میں آجاتے ہیں۔۔۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض ان رقص و سرود کی محفلوں میں دانستہ پگڑیاں اُتار لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں صاحب کی مجلس میں بیٹھتے ہی وجد آجاتا ہے۔ اس قسم کی بدعتیں اور اختراعی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔۔۔

میں ان مخالفوں سے جو بڑے بڑے مشائخ اور گدی نشین اور صاحب سلسلہ ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے درود وظائف اور چلہ کشیاں' اُلٹے سیدھے لٹکنا بھول گئے تھے اگر معرفت اور حقیقت شناسی کا یہی ذریعہ اصل تھے۔ مجھے بہت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک طرف قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور دوسری طرف اپنی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ ظالم طبع لوگ مجھ پر افتراء کرتے ہیں کہ گویا میں ایسی مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جو صاحب شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا الگ نبوت ہے مگر دوسری طرف یہ اپنے اعمال کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ تو خود کر رہے ہیں جبکہ خلافِ رسول اور خلاف قرآن ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں اب اگر کسی کے دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو کوئی مجھے بتائے کہ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی پاک تعلیم اور عمل پر کچھ اضافہ یا کم کرتے ہیں جبکہ اسی قرآن شریف کے بموجب ہم تعلیم دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ہی کو اپنا امام اور حکم مانتے ہیں کیا ارہ کا ذکر میں نے بتایا ہے اور پاس انفاس اور نفی و اثبات کے ذکر اور کیا کیا میں سکھاتا ہوں۔۔۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت ﷺ کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یقین نہ کرے۔ جب تک محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا کچھ نہیں۔۔۔

ہمارا مدعا جس کیلئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعے قائم کی ہیں"۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۸ صفحہ ۵ پرچہ ۱۰ راگست ۱۹۰۲ء
بحوالہ ملفوظات جلد نمبر ۳ صفحہ ۸۷ تا صفحہ ۹۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت صرف آپ کی ذات کی حد تک محدود نہ تھی بلکہ جس طرح کہ ذکر ہو چکا ہے آپ کو ان گلیوں اور سنگریزوں سے بھی محبت تھی جن پر سے آنحضرت ﷺ گزرے تھے۔ پھر آپ کی آل اور اہل بیت سے محبت تو ایک عجیب شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ لوگ تو حضرت رسول کریم ﷺ کے نواسوں کی شہادت کی یاد کو مختلف رسم و رواج اور بدعتوں کی نظر کر دیتے ہیں لیکن دیکھیں یہ عاشق صادق کس درد سے واقعہ کربلا کو یاد کرتا اور کرواتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ۔

ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا۔

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا"۔

اُس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاک ﷺ کے عشق کی وجہ سے تھا"۔

(تقریر جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۰ء
روایات حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

ایک طرف عشق و محبت کی یہ حالت ہے اور دوسری طرف مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اشعار کی حقیقت کو نہ سمجھ کر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ گویا آپ نے حضرت امام حسینؓ کی ہتک کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اس کے برعکس دیکھئے کس محبت اور کس شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی محبت الٰہی اور تقویٰ اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔۔۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے"۔

(اشتہار تبلیغ حق" ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء
بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ ۱۰۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کے صرف اہل بیت ہی سے محبت نہ تھی بلکہ آپ کے تمام صحابہ کرام سے بھی بہت محبت اور عقیدت تھی اس کی بھی لمبی تفصیل ہے میں آپ کے چند عربی اشعار کا اردو ترجمہ بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ سورج کی طرح روشن تھے۔ انہوں نے ساری دُنیا کو اپنے نور سے منور کر دیا۔

۲۔ انہوں نے صداقت کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو اور اپنے اہل و عیال کی محبت تک کو خیرباد کہہ دیا۔

۳۔ اور رسول اللہ کی آواز پر غریب درویشوں کی طرح بے گھر اور بے در ہو کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔

۴۔ وہ خدا کے رستہ میں برضاء و رغبت ذبح کئے گئے اور انہوں نے سچائی کی خاطر دُنیا کا ذرہ بھر خوف نہیں کیا بلکہ ہر امتحان اور ہر آزمائش کے وقت خدائے رحمان کے تعلق کو ترجیح دی۔

۵۔ انہوں نے تلواروں کی جھنکار میں شہادت کے جام تلاش کئے اور ہر مجلس میں صداقت کی گواہی کیلئے بے خوف و خطر تیار رہے۔

۶۔ وہ اپنے آقاؐ کے ساتھ دائیں اور بائیں جسم کے اعضاء کی طرح لپٹے رہے اور نصرت اور اعانت اور قربانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

(سر الخلافہ صفحہ ۶۷)

عشق اور محبت غیرت اور قربانی کا بھی تقاضا کرتی ہے جتنی زیادہ کسی عاشق کو اپنے محبوب سے محبت ہوتی ہے اُتنی ہی زیادہ وہ غیرت اس کے لئے رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کے خلاف کوئی بات سننے اور برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس جہت سے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے غیرت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آپ کو ایک شمشیر برہنہ کے طور پر پاتے ہیں۔

اپنے چچازاد برادران مرزا امام دین وغیرہ اور ان کے خاندان سے محض اس وجہ سے آپ کو نفرت تھی کہ ان کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تضحیک کی جاتی تھی اور محض اس وجہ سے اُن سے قطع تعلق کر رکھا تھا ورنہ اُن سے کوئی ذاتی دُشمنی نہ تھی۔

ابتدائی زمانہ کی بات ہے جبکہ ابھی براہین احمدیہ بھی لکھی جانی شروع نہ ہوئی تھی آپ کی حقیقی چچی جو آپ کے چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی اہلیہ بی بی صاحب جان کہلاتی تھیں ایک مرتبہ ان کے منہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا جس سے آپ اس قدر صدمہ اور غصہ میں مبتلا ہوئے کہ آپ جو کھانا کھا رہے تھے کھانا چھوڑ کر اسی حالت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اس کے بعد اُن کے ہاں کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔

۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا تھا جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ اس دوران ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا آپ نے محض اس بناء پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں میں پسند نہیں کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

باقی

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت
مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد مورخہ ۸ر دسمبر ۹۸ء بروز منگل جماعتہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

۱۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ ۳۰ر اکتوبر تک شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے منتخب نمائندوں کی فہرست خاکسار کو بھجوا دیں۔

۲۔ شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ۳۰ر ستمبر تک موصول ہونے والی تجاویز کو ہی زیر غور لایا جا سکے گا۔ کیونکہ متعلقہ نظارتوں وغیرہ سے رپورٹ لیکر ان تجاویز کو فائینل کرنا ہوتا ہے لہٰذا اُمراء و صدر صاحبان جماعتوں سے مشورہ کے بعد تجاویز ۳۰ر ستمبر سے پہلے پہلے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان)

روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا

یوم ولادت

(تحقیق و تحریر: حافظ مظفر احمد)

حضرت نبی اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت میں اختلاف کی بڑی وجہ تو یہی ہے کہ اس زمانہ میں تاریخوں کے اندراج اور واقعات کو محفوظ کرنے پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔

تاریخوں میں اختلاف کا دوسرا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مشرکین عرب حرمت والے چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب) میں سے کسی ایک یا زائد مہینوں کو جنگی حکمت عملی کی بناء پر دوسرے عام مہینوں سے ادل بدل کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض بیان شدہ تاریخیں ان بدلے ہوئے مہینوں کے مطابق ہوں۔

تیسری وجہ قمری اور شمسی کیلنڈر کا اختلاف ہے۔ اس زمانہ میں بھی قمری مہینوں کے دو مختلف نظام رائج تھے۔ ایک خالص قمری کیلنڈر تھا جس کا سال بارہ مہینوں کا ہوتا تھا۔ اور جس کے دن قریباً ۳۵۴ بنتے ہیں۔ جبکہ دوسرا قمری شمسی کیلنڈر (Luni-Solar) دونوں اعتبار سے ترتیب پاتا ہے جس میں مہینے تو قمری استعمال ہوتے تھے لیکن اسے شمسی یا موسمی سال کے مطابق کرنے کے لئے ہر چوتھے سال تیرھویں مہینے کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ جسے لوند کا مہینہ یا کبیسہ کہتے تھے۔ عہد نبوی کے واقعات کے بیان میں بعض مؤرخین نے خالص قمری تقویم کو بنیاد بنایا جبکہ بعض دوسروں نے قمری یا شمسی تقویم کے مطابق تاریخیں بیان کیں۔

ولادت کا سال

چونکہ نبی کریم ﷺ کے سن وفات ۶۳۲ء کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے جن مؤرخین نے نبی اکرم ﷺ کی عمر ۶۳ سال قمری لحاظ سے شمار کی ان کے نزدیک سال پیدائش ۵۷۱ء اور جنہوں نے قمری شمسی سال مراد لئے ان کے نزدیک سن ولادت ۵۶۹ء ہے۔ نبی اکرمؐ کے سن پیدائش سے متعلق قدیم سیرت نگار ابن اسحاق کی اس روایت پر سب مؤرخین متفق ہیں کہ پیدائش عام الفیل میں ہوئی۔ (السیرة النبویه لابن هشام جلد اول صفحه ۱۸۱ مع الروض الانف دارالمعرفة بیروت)

البتہ عام الفیل کی تعیین کے بارے میں تین آراء پائی جاتی ہیں:

☆...... ۱۷ر جون ۵۶۹ عیسوی:۔ یہ رائے معروف سکالر اور محقق ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدر آبادی کی ہے۔ جسے انہوں نے ترجیحاً اختیار کیا ہے۔

☆...... ۲۰ر اگست ۵۷۰ عیسوی:۔ مستشرقین میں سے یہ رائے منٹگمری واٹ اور سر ولیم میور کی ہے۔ اس کے علاوہ یہی تاریخ سر سید احمد خان اور معروف مصری مؤرخ اور سیرت نگار محمد حسین ہیکل نے بھی بیان کی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ مرحوم نے بھی یہی سن ولادت ذکر فرمایا ہے۔ اگرچہ مہینہ اور تاریخ کی صراحت نہیں فرمائی۔

☆...... ۲۰ر اپریل ۵۷۱ عیسوی:۔ بمطابق ۹ر ربیع الاول، بروز سوموار دور حاضر کے مشہور مصری عالم اور ہیئت دان محمود پاشا فلکی (متوفی ۱۸۸۵ء) نے اپنی تحقیق کی رو سے یہ تاریخ پیدائش نکالی ہے جس کے بعد محققین اور سیرت نگار حضرات نے غالب طور پر اس تحقیق پر اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ شبلی نعمانی، مولانا منصور سلیمان پوری، غلام رسول مہر، صفی الرحمن مبارک پوری نے (اپنی انعام یافتہ عالمی تصنیف "الرحیق المختوم" میں) اور ان کے بعد دیگر اکثر مصنفین نے یہی تحقیق قبول کرتے ہوئے اسے زیادہ ثقہ، صحیح اور درست قرار دیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اولاً ۲۰ر اگست ۵۷۰ء کا ذکر فرمایا ہے مگر اپنا رجحان اغلب طور پر اس جدید تحقیق کی طرف ظاہر فرمایا ہے یعنی ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء۔

ہماری رائے میں نبی کریمؐ کی عمر ۶۳ سال قمری مراد لینا زیادہ صحیح ہے کیونکہ بعض دوسری روایات میں عمر مبارک حضرت عیسیٰؑ کی عمر ۱۲۰ سال کا نصف ۶۰ سال بیان ہوئی ہے اور یہ ۶۰ شمسی سال مراد ہیں۔ (کیونکہ بعض دوسری روایات میں قمری سالوں میں عمر ۱۲۵ سال بھی آئی ہے)۔ اس لحاظ سے ۵۷۱ء عیسوی کو سن ولادت کے طور پر قبول کرنا زیادہ محفوظ اور قرین قیاس ہے کیونکہ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق نبی کریمؐ کی عمر ۶۳ سال ہوئی۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت انسؓ کی بھی یہی روایت ہے۔

(بحاری کتاب المناقب ، باب وفاة النبیؐ و مسلم کتاب الفضائل ، باب قدر عمره)

ولادت کا مہینہ

پیدائش کے مہینہ کے بارے میں مشہور روایت ربیع الاول کی ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے سوموار ۱۲ر ربیع الاول کی تصریح کی ہے (تاریخ ۹ر سوموار یا ۱۲ر سوموار کا فرق رسم نسئی کے مطابق مہینوں کو ادل بدل کرنے سے پیدا ہو سکتا ہے)

(السیرة النبویه جلد ۱ صفحه ۱۸۱ (لابن هشام) مع الروض الانف دارالمعرفه بیروت)

اور متقدمین اہل سیر زیادہ تر اس تاریخ (۱۲ر ربیع الاول) کو قبول کرتے آئے ہیں۔ حضرت زبیرؓ کی ایک روایت رمضان کے مہینہ میں پیدائش کی ہے جسے شاذ ہونے کے باعث قبول نہیں کیا گیا۔ اس کے مقابل پر ربیع الاول کے مہینہ کی مزید تائید اور تعیین علامہ سُہَیلی کی اس رائے سے بھی ہو جاتی ہے کہ اکثر مؤرخین کی مشہور ترین روایت کے مطابق واقعہ عام الفیل کے پچاس روز بعد نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ (تاریخی روایات کے مطابق اصحاب الفیل سال کے پہلے مہینہ محرم میں آئے تھے اور ۱۷ر محرم کو واپس ہوئے تھے)۔

(الروض الانف ، برحاشیه السیرة النبویه لابن هشام جلد ۱ صفحه ۱۸۴)

ولادت کا دن

رسول کریم ﷺ کی ولادت کے دن کے بارہ میں بھی اتفاق ہے کہ وہ دوشنبہ (پیر) کا دن تھا۔ چنانچہ مسلم اور احمد نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بدو نے رسولؐ اللہ سے پوچھا کہ پیر کے دن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی۔ اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول (شروع) ہوا۔

(مسلم کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام و مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحه ۲۹۷. دارالمعرفه بیروت)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ایک روایت سے بھی اس کی مزید تائید ہوتی ہے وہ فرماتے تھے کہ تمہارے نبیؐ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحه ۲۷۷ مطبوعه دارالفکر بیروت)

مندرجہ بالا شواہد کی رو سے باتفاق مؤرخین یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت عام الفیل میں، ربیع الاول کے مہینہ میں، سوموار کے دن ہوئی اور مشہور روایت کے مطابق یہ واقعہ عام الفیل کے بعد پچاسویں دن کا تھا۔ (اگرچہ بعض روایات تیس سے پچپن دن کا بھی ذکر کرتی ہیں)

اس تاریخ کی تعیین کے لئے جب ہم عیسوی کیلنڈر (گریگورین) کا مطالعہ کرتے ہیں جو تقویم ہجری کے ساڑھے نو سال بعد معرض وجود میں آیا تو عام الفیل کے نشان زدہ تین سالوں ۵۶۹ء تا ۵۷۱ء میں ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کا دن ذیل میں دئے گئے نقشہ کے مطابق درج ذیل تاریخوں میں آتا ہے۔

سال عیسوی	قمری مہینہ	عیسوی مہینہ	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۵۶۹ء	ربیع الاول	مئی	۵ر ربیع الاول ۸ر مئی	۱۲ر ربیع الاول ۱۵ر مئی	۱۹ر ربیع الاول ۲۲ر مئی	۲۶ر ربیع الاول ۲۹ر مئی
۵۷۰ء	ربیع الاول	اپریل و مئی	۶ر ربیع الاول ۲۸ر اپریل	۱۳ر ربیع الاول ۵ر مئی	۲۰ر ربیع الاول ۱۲ر مئی	۲۷ر ربیع الاول ۱۹ر مئی
۵۷۱ء	ربیع الاول	اپریل و مئی	یکم ربیع الاول ۱۳ر اپریل	۸ر ربیع الاول ۲۰ر اپریل	۱۵ر ربیع الاول ۲۷ر اپریل	۲۲ر ربیع الاول ۴ر مئی

جس کے مطابق سال ۵۷۱ء کے ربیع الاول کی آٹھ تاریخ (بمطابق ۲۰ر اپریل) دوشنبہ یوم پیدائش قرار پاتا ہے۔

مگر آٹھ ربیع الاول کی یہ تاریخ گریگورین کیلنڈر کے مصنف کے یورپین افق اور مطلع کے مطابق ہے جس کا عرب کے مطلع سے فرق کی بنا پر قمری مہینہ کی ایک دن کی تاریخ کا فرق پڑ جاتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ محمود پاشا مصری نے اپنے مطلع کے مطابق یہ تاریخ ۹ر ربیع الاول بیان کی ہے۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے عہد نبوی کا جو کیلنڈر ترتیب دیا ہے اس کے مطابق یہ ترتیب ۹ر ربیع الاول بمطابق ۱۹ر اپریل بروز سوموار قرار پاتی ہے۔ ہر چند کہ مولانا موصوف نے اسے محمود پاشا مصری کی تحقیق سے موافق کرنے کے لئے یہ نوٹ دیا ہے کہ اگر اس سال کا صفر ۳۰ ایام کا قرار دیا جائے تو ۹ر ربیع الاول کو ۲۰ر اپریل ہی ہو گی لیکن اس حل میں یہ سقم ہے کہ ۹ر ربیع الاول بمطابق ۲۰ر اپریل سوموار کا دن نہیں بلکہ منگل ہو گا جبکہ محمود پاشا مصری کی تحقیق کے مطابق دن بھی سوموار کا ہے۔ اس فرق کی ایک وجہ یہ ہے کہ مکرم مولانا موصوف کا کیلنڈر یکم محرم عام الفیل کو جمعرات کے دن ۱۲ر فروری سے شروع ہوتا ہے جبکہ گریگورین کیلنڈر کے مطابق عام الفیل جمعہ ۱۳ر فروری سے شروع ہوتا ہے۔ اور تاریخی کتب سے بھی اس امر کی مزید تائید ہوتی ہے جیسا کہ علامہ ابن الجوزی نے اپنی کتاب "الوفا" میں لکھا ہے کہ عام الفیل کے سال کا پہلا دن (یکم محرم) جمعہ کا دن تھا۔ (الوفا فی احوال المصطفیٰ ذکر ولادت) پس غالب طور پر ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء مطابق ۹ر ربیع الاول کی تاریخ ہی قابل اعتماد قرار دی جاتی ہے۔

درخواست دُعا

مکرم شیخ محمود احمد صاحب شموگہ کی بیٹی حمیرہ انجم نے B.Sc میں فرسٹ ڈویژن سے کامیابی حاصل کی ہے۔ مزید کامیابیوں کیلئے نیز موصوف کے اہل خانہ کی دینی و دنیاوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی تحریک ہے۔ (ادارہ بدر)

طالبانِ دُعا -

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینٹو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان قوتِ قدسیہ

محترم محمود مجیب اصغر صاحب دار الصدر شمالی ربوہ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورہ جمعہ ۲ تا ۴)

ترجمہ :۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اس اللہ کی جو بادشاہ بھی ہے اور پاک بھی ہے اور سب خوبیوں کا جامع ہے اور غالب اور حکمت والا ہے وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بناکر بھیجا جو باوجود ان پڑھ ہونے کے اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے اور اس کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

ہمارے رسول حضرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کاملہ کے مظہر اتم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام قدوس کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پاکیزگی اور دوسروں کو پاک کرنے کی جو طاقت ملی اسے دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کہتے ہیں اس لئے صحف سابقہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قدوسیوں کا سردار کہا گیا ہے جیسا کہ استثناء باب ۳۳ میں لکھا ہے۔

”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اُس کے سارے مقدس ہاتھ میں ہیں اور وے تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

(استثناء باب ۳۳)

اُس میں ”خداوند سینا سے آیا“ سے مراد حضرت موسیٰؑ کی بعثت ہے اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا حضرت عیسیٰ کی بعثت ہے ”فاران سے جلوہ گر ہوا“ سے مراد آنحضرتؐ کی بعثت ہے جس میں حضورؐ کو قدسیوں کا سردار اور حضور کے صحابہ کرام کو قدسی کہا گیا ہے۔

○

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا پہلا کمال یہ ہے کہ آنحضورؐ پر ایک ایسی کتاب نازل ہوئی جو پہلی کتابوں اور صحیفوں سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوئی ہے جہاں تک دوسرا کوئی کلام نہیں پہنچا قرآن عظیم صرف کتاب اللہ ہی نہیں بلکہ کلام اللہ بھی ہے اور یہ کتاب تمام آدم زادوں کیلئے اور قیامت تک کیلئے ہے جس طرح نبوت کے کمالات آنحضرت صلعم پر ختم ہوئے ایسے ہی اعجاز کلام کے کمالات قرآن عظیم پر ختم ہوئے باقی تمام کتب سماویہ محرف و مبدل ہو چکی ہیں لیکن قرآن عظیم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر)

آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں قرآن عظیم کے نزول کے بارہ میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اُس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔۔۔

وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّٰی آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۔۲۴ حاشیہ)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا دوسرا کمال یہ ہے کہ جس شان اور مرتبہ کی اصلاح آنحضورؐ کے ہاتھوں سے وقوع پذیر ہوئی اس کی نظیر پہلے انبیاء میں نہیں ملتی۔

آنحضرتؐ کے مخاطب صرف عرب ہی نہ تھے بلکہ حضور کے مخاطب ساری دنیا تھی جیسا کہ فرمایا۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف) [۱۵۹]

نیز فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ سبا آیت ۲۹)

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(انبیا) (آیت ۱۰۸)

جس وقت آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے اُس وقت ساری دنیا سخت گمراہی اور فسق و فجور میں مبتلا تھی سارے جہان میں بد عملیوں کا خطرناک طوفان برپا تھا اور ہر ملک میں لوگ شرک اور گناہوں کے مارے اندھے اور بہرے ہو رہے تھے۔ قرآن کریم اُس زمانے کی حالت کا نقشہ کھینچتا ہوا فرماتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

(الروم: ۴۲)

بر و بحر سب بگڑ چکے تھے یعنی اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور دوسروں کا تو اور ہی برا حال تھا۔ کتب سماویہ اور صحف انبیاء میں تاویلاتِ باطلہ نے اصل عقائد کی جگہ لے لی تھی جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے ہیں۔ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ان میں سے اکثر فاسق تھے اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندر اور ایسے بے حیا ہیں جیسے سؤر جس کے پاس کوئی الہامی کتاب نہ تھی ان کا حال اس سے بھی بدتر تھا بالخصوص عربوں کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا

(توبہ: ۹۷)

یعنی عرب کفر اور نفاق میں سب سے بڑھے ہوئے تھے درندوں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے دین اور ایمان اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے بے خبر محض تھے اور صدیوں سے بُت پرستی اور دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے ہوئے تھے عیاشی بدمستی شراب خوری اور قمار بازی اور فسق و فجور میں انتہائی درجہ تک پہنچے ہوئے تھے چوری قزاقی۔ خون ریزی اور دختر کشی یتیموں کے اموال کھاجانے اور دوسروں کے حقوق دبالینے کو کچھ گناہ نہ سمجھتے تھے۔

ان حالات میں آنحضرتؐ کا مکہ سے ظہور ہوا آنحضرتؐ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے اندر ایک ایسی پاک تبدیلی پیدا ہوگئی کہ ہزاروں بت پوجنے والے وحدہ لاشریک خدا کے پرستار بن گئے ان کی نفسانی خواہشات اور بد رسومات اور ہر قسم کی برائیاں بھی ان کے بتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور بقول حضرت مسیح موعودؑ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں لاکھوں مردے تھوڑے ہی دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہو گئے آپس میں ہمیشہ لڑنے والے عضو واحد کی طرح متحد ہو گئے شراب اور جوئے میں مست رہنے والے تسبیح و تحمید اور توبہ و استغفار کرنے اور تہجد پڑھنے کیلئے شب بیداری کرنے لگے راگ رنگ میں مگن رہنے والے فرقان مجید سیکھنے سکھانے میں اوقات بسر کرنے لگے حضرت مسیح موعودؑ اپنے عربی منظوم کلام میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

کہ اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تو نے عربوں کو ایک ایسی قوم پایا جو گندگی اور ذلت میں گوبر کی مانند تھی لیکن تو نے اپنی کامل قوت قدسیہ سے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں خالص سونے کی ڈلی بنادیا غرض آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ نے عربوں کو زمین کے نیچے سے اُٹھایا اور آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچادیا اور دیکھتے دیکھتے وہ آنحضرتؐ کی عکسی تصویریں بن گئے۔

پھر یہ عظیم الشان تبدیلی صرف عرب تک ہی محدود نہ رہی بلکہ چند سالوں میں مشرق سے مغرب تک اپنے اثرات دکھا گئی حضرت مسیح موعودؑ ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں ”پہلے وہ آفتاب ہدایت عرب کے ممالک پر چمکا تاکہ ان کی خرابیوں کو دُور کرے اور بعد ازاں وہ نور دین اور شرع پاک آسمان کی مانند تمام کرۂ ارض پر محیط ہو گئی۔

یہ حیرت انگیز کامیابی اور یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا یہ غیر معمولی کامیابی حضورؐ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسیہ اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اُس وقت تک گذر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سؤ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الحکم جنوری ۱۹۰۱ء ملفوظات جلد دوم)

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا تیسرا کمال یہ ہے کہ آنحضورؐ نے صحابہ کے دلوں میں جس قسم کی حیرت انگیز تبدیلی پیدا فرمائی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آنحضرتؐ کی نبوت کے ابتدائی ایام میں ہی کئی لوگ اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر ایمان لانے لگے۔ قریش مکہ ظلم و تشدد کے ذریعے اسلام کی بنیادی تعلیم مذہبی رواداری اور آزادی ضمیر کے راستے میں حائل ہونے لگے بالآخر انہوں نے اسلام کو بزور روکنے کا فیصلہ کیا ان کی ایذاء رسانی اور دشمنی کی لہر کا رخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ان کا رخ ہر مسلمان کی طرف بھی ہو گیا چنانچہ انہوں نے حضور اور صحابہ کو سخت دُکھ دینا شروع کیا انہوں نے صحابہ کو بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ ان کے اموال کو ناجائز طور پر غصب کیا ان کے بچوں کو ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کیا عورتوں کو بھیانک طریقوں سے قتل کیا غلاموں کو ننگا کر کے سخت پتھروں پر گھسیٹا اور جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر دُکھ دیا دہکتے ہوئے کوئلوں پر اُس وقت تک لٹائے رکھا

(باقی صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں)۔

حضرت امیرالمومنین کا درس القرآن

سوموار، ۱۹ر جنوری ۱۹۹۸ء

آج کے درس القرآن نمبر ۱۷ میں حضور نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نہایت پر شوکت اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں آنحضرت ﷺ کی بلند شان اور مرتبہ و مقام کا ذکر ہے اور یہ کہ بجز آپ کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے امتی نبوت مل سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل کے علماء خواہ مخواہ شان نزول کی بحثوں میں الجھ کر قرآن مجید کے معانی کو محدود کر دیتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ شان نزول اور بات ہے اور مواقع نزول اور ہیں سارا قرآن مجید آپ شان نزول کے بغیر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بعدہ حضور انور نے غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ کی معیت میں آنحضرتؐ کے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا " فرمانے کی لطیف تشریح فرمائی اور شیعوں کے حضرت ابو بکرؓ پر کئے گئے اعتراضات کو رد فرمایا۔ اسی طرح حضرت زینبؓ کے سلسلے میں قرآنی آیات کی تشریح فرمائی۔ حضور نے فرمایا میں بھی اپنے علماء سے چاہتا ہوں کہ وہ تجسس اور تفحص کریں اور شان نزول سے متعلق روایات کو علم روایت و درایت کے لحاظ سے الگ الگ کریں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ہمارے علماء اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔

محمد بن سیرین (۳۳ ہجری تا ۱۰۷ ہجری) سے عبیدہ نے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ وہ لوگ گزر گئے جن کو معلوم تھا کہ کون سی آیت کس کے بارہ میں اور کس موقع پر نازل ہوئی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی شاندار سوشل زندگی جس میں حضورؐ اپنے اعزہ اور اقرباء کو کھانے وغیرہ پر دعوت دیتے تھے اور جو اکثر ہوتی ہوں گی ان پر احادیث بالکل خاموش ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے حیرت انگیز تفصیل بیان کی ہے۔ حضور نے واقعہ افک کی آیات پڑھیں اور تفسیر فرمائی اور بتایا کہ واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ پر ناحق الزام لگانے والوں میں حضرت ابو بکر کا ایک نادار رشتہ تھا جسے آپ مالی امداد دیا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ امداد روک دینے کا ارادہ کر لیا لیکن انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔ حضور انور نے تشریحاً فرمایا کہ اگر چہ غریب اور محتاج ہوں اور غلط کام کر بیٹھیں تو ان کی مدد نہ روکو ان کو سزا دینا خدا کا کام ہے۔ حضور نے فرمایا آج کل بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کئی خط آتے ہیں کہ یہ سفارش کے تو مستحق ہیں لیکن فلاں فلاں بات میں نظام سلسلہ میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ میں انہیں لکھتا ہوں کہ مستحق ہے تو مدد جاری رکھو۔ تو دیکھیں شان نزول اگر چہ بظاہر ایک واقعہ سے تعلق رکھتی ہے لیکن حکم جاری و ساری ہے اور سب زمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۴ جس میں اسلامی معاشرہ کا حسین تصور پیش کیا گیا ہے اس سوشل سٹرکچر کی تفصیل احادیث میں نہیں ملتی۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۳ اور سورۃ التوبہ کی آیت ۹۱ اسی طرح آیت " عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ...... الخ " اور سورۃ عبس کی ابتدائی آیات کی لطیف تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم مواقع نزول کی خود وضاحت فرماتا ہے اور کسی بیرونی شان نزول کے بیان کا محتاج نہیں۔

منگلوار ۲۰ جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس القرآن نمبر ۱۸ کے آغاز پر حضور نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ قرآن مجید نے انصار کی اس کیفیت کو اس آیت میں بیان فرما کر ان کے حسن سلوک کی داستان کو قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیا ہے اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی تو یہ کیفیت ہم تک نہ پہنچتی اور یہی آیت اس کی شان نزول کیلئے کافی ہے۔ خدا کی نظر انسان کے لطیف جذبات پر پڑتی ہے اس آیت کا آخری حصہ بتا رہا ہے کہ یہ ماضی کیلئے نہیں بلکہ جو بھی اپنے دل کو خساست سے بچائے گا مفلحین میں شمار ہو گا۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم بسا اوقات پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن معاشرے کی کسی برائی کو عام بیان کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا کہ فلاں یہ کیا کرتا ہے ایک مذموم حرکت ہے کیونکہ جب خدا نے پردہ ڈالا ہے تو کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی خاص پر اسے چسپاں کرے۔ قرآن مجید میں بعض ازواج مطہرات کی باتوں پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ شان نزول میں دلچسپی رکھنے والے اہل بیت پر ادھر ادھر کی باتیں کر کے بے حرمتی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے یہ آیت بھی پڑھی يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ...... الخ۔ اس میں ایک قوم کو دوسری قوم سے تمسخر پر انتباہ کیا گیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو کیونکہ ان میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ خاندانی تفاخر یا دولت کی وجہ سے دوسروں کو نظر تحقیر سے دیکھنے لگتی ہیں یہ کمزوری اس وقت بھی پائی جاتی تھی اور بالعموم ایسے نام رکھ دینا اور طنز کرنا اور اشاروں سے کسی شخص کا نام پکارنا نہایت مکروہ حرکت ہے۔ حضور نے فرمایا یہ عادت ارد گرد سکولوں میں بہت پائی جاتی ہے خاص طور پر نسلی امتیاز والے علاقوں میں۔ اس سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ یہ آیت یہ بیان کر رہی ہے کہ اگر تم یہ نام رکھو گے تو ایمان کے دعوے کے باوجود عملاً ایمان کے دائرے سے باہر نکل جاؤ گے۔ اگر اس اعلان عام کے بعد بھی توبہ نہ کرو گے تو یہی لوگ خدا کے نزدیک ظالم لکھے جائیں گے۔ ایک اور آیت معاشرتی پہلو پر روشنی ڈال رہی ہے۔ حضور انور نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۲۸ تلاوت کی جس میں ذکر ہے کہ اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک اجازت نہ لے لو (داخل ہونے سے پہلے) ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے اچھا ہو گا اور اس فعل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم نیک باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو گے۔ حضور نے فرمایا آج کل مغربی تہذیب میں تو یہ اطوار ملتے ہیں اور قرآن مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے ان کا حکم دے دیا تھا۔ اگر اس تعلیم پر عمل ہو تو تالا بھی لگانے کی ضرورت نہیں۔ حضور نے قدرے تأسف سے فرمایا کہ ہمارے ہاں جس حد تک اثر ہونا چاہئے وہ نہیں ہے لیکن ان ممالک میں ملتا جلتا معاشرہ قائم ہے۔ مشرقی دنیا میں یہ بیماری عام ہے کہ جوتی پہنی اور گھر گھر گھومنا شروع ہو گئیں۔ ہمارے ہاں تو پہرہ دار ہیں اس لئے اندر نہیں آسکتیں لیکن ہر ایک کو تو پہرے دار میسر نہیں۔ قرآن مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے کتنی اچھی تعلیم نازل کر دی تھی۔ اس لئے یہ باتیں یاد رکھیں۔ پہلے فون پر بات کر کے اجازت لیں اجازت ملے تو جائیں گھر میں داخل ہوتے وقت سلام ضرور کریں۔

اسی طرح سورۃ النور میں مردوں کیلئے نظریں نیچی رکھنے کا حکم بیان ہے کہ یہ تمہاری پاکیزگی کیلئے بہت اہم ہے۔ حضور نے فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ والی آیت کے تعلق میں بہت سی احادیث شان نزول کے بیان میں ایسی ملتی ہیں جو قرآن کریم کے ظاہر منطوق کے خلاف اثر پیدا کرتی ہیں اور اسراء اور معراج کے متعلق غلط راہ پا گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ آیت یہ کہہ رہی ہے کہ اللہ اپنے رسول کو ساتھ لے کر چلا اور وہ صفاتی جلوہ ایسا ہے جو کسی اور کو نہیں دکھایا گیا اور یہ سفر بھی صفاتی تھا اور جس مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے وہ تو اس وقت وجود میں ہی نہیں تھی۔ اس سلسلے میں صرف وہ حدیثیں درست ہیں جو مسجد اقصیٰ کے مضمون کو بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی اور یہ مضمون اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کے مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ روحانی مقام ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو تمام انبیاء نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایسی حدیثوں کو جو اس آیت کے مطابق ہوں ان کو عزت کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اس جگہ مسجد اقصیٰ کوئی ظاہری مسجد نہیں تھی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیلئے کتنی بڑی مسجد ہونی چاہئے۔ لیکن روحوں کیلئے مادی مسجد کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ روحانی تھی۔ اسراء میں آئندہ زمانے کیلئے پیشگوئی تھی جو پوری ہونی تھی جب اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ ہونا تھا۔

اس کے بعد مواقع نزول کے سلسلے میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ جن کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں آپ کو بہت سی شان نزول کی روایتیں ملیں گی۔ اب وہ کون سے جن تھے جو بھیس بدل کر اس وقت قرآن سنتے تھے کہ آنحضرت کو پتہ نہ تھا۔ تاریخی لحاظ سے بعض روایات کا تتبع کیا گیا ہے اور افغانستان کی بعض تاریخوں میں ہے کہ انہوں نے کچھ گروہ آنحضرت ﷺ کی طرف روانہ کئے تاکہ وہ جائزہ لیں کہ عرب کے دعویدار کا کیسا دعویٰ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ آنحضرتؐ سے ملنا چاہتے ہوں اور آپؐ ان سے علیحدگی میں ملے ہوں تاریخ افغانستان سے ثابت ہے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور واپس آئے اور پھر ایمان بھی لائے۔

جنگی حکمت عملی کے متعلق حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۲، ۱۲۳ تلاوت فرمائیں کہ اس وقت کو یاد کرو جب آپ اہل بیت سے صبح صبح نکلے اور صحابہ کو ان کی کھڑے ہونے کی پوزیشن بتا رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر تمہارے دو گروہ بزدلی دکھانے پر تیار ہو گئے حالانکہ اللہ ان کا دوست تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بھی ان آیات میں سے ہے جن میں ستاری کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ کمزوری کے باوجود اللہ نے حسن سلوک کیا اور اللہ کی ولایت نے پردہ ڈال دیا۔ حضور نے فرمایا کہ صبح صبح گھر سے نکل کر سب کو جگہیں بتانا بہت محنت کا کام ہے۔ دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا ایک دن دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کے اترنے اور مدد دینے کے تعلق میں بھی کسی شان نزول کے قصوں کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم کی مراد یہ ہے کہ قانون قدرت کو محمد رسول اللہ ﷺ کی افادیت میں لگا دیا گیا اور تائید میں چلا دیا گیا۔ اور یہی مراد ہے فرشتوں کے نزول سے۔ کائنات میں مقرر کردہ فرشتوں نے ہواؤں کو آنحضرتؐ کے حق میں چلا دیا۔ آپ کی دعاؤں اور جہاد میں فرشتوں کی حمایت شامل تھی اور یہی معنے ہیں وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى کے کہ اللہ کی تقدیر کے تابع تو نے مٹھی چلائی اور اس مٹھی کے چلاتے ہی کائنات کا تمام نظام تیری تائید میں ہو گیا اس لئے کہ خدا کا ارادہ تھا۔ پس گویا کہ وہ مٹھی خدا نے چلائی۔ پس قوانین مومنین کی تائید میں مسخر کئے جاتے ہیں اور دشمن کے خلاف چلائے جاتے ہیں۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حادثتاً ہوائیں ایسی چل پڑتی ہیں گویا کہ وہ صاحب شعور ہیں۔

دعائے مغفرت

افسوس محترم محمد یونس صاحب آف بھدرک ۵-۶-۹۸ بروز جمعہ دل کی حرکت اچانک بند ہو جانے کے باعث وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تہجد گذار جماعتی کاموں میں پیش پیش رہنے والے تبلیغ کے لئے بہت جوش و جذبہ رکھتے تھے مرکز سے آنے والے نمائندگان کی خدمت اور اس سے محبت و تعاون آپ کا بہت نمایاں وصف تھا اسی طرح موصوف بنی نوع کے ہمدرد اور سخی دل آدمی تھے۔ ایک عرصہ تک آپ سیکرٹری امور عامہ و ضیافت رہے۔

مرحوم کے بیٹے کرشن احمد ۵۱ روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اپنے مرحوم والد کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(رفیق احمد مالاباری مینیجر بدر)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

جرمنی میں ورود مسعود

مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات سے خطابات' مجالس عرفان اور جرمن و عرب مہمانوں کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال وجواب' انفرادی واجتماعی ملاقاتوں کے ایمان افروز پروگرام

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے سفر ۱۴ مئی تا ۲۶ مئی ۹۸ کی مختصر رپورٹ)

قسط دوم

فیملی ملاقاتیں

۱۶ر مئی ۹۸ء کی صبح دس بجے مسجد نور فرینکفرٹ میں فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بعد دوپہر تک جاری رہا۔ اس دوران بتیس فیملیوں کے ایک صد سینتیس افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

شام پانچ بجے حضور انور مسجد نور فرینکفرٹ سے ناصر باغ کیلئے روانہ ہوئے جہاں جرمن احباب کے ساتھ مجلس سوال وجواب کا پروگرام تھا۔

جرمن احباب کے ساتھ ناصر باغ میں مجلس سوال وجواب

۱۶ر مئی ۹۸ء بروز ہفتہ ناصر باغ جرمنی میں جرمن احباب کے ساتھ منعقد ہونے والی مجلس سوال وجواب کا آغاز ساڑھے چھ بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے ہوا۔ پھر دو بچیوں نے ایک جرمن نظم ترنم سے پڑھی۔ اس کے بعد حضور انور نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آج کے مہمانوں میں اکثریت اُن کی ہے جو گزشتہ برس بھی تشریف لائے تھے۔ یہ ایک لحاظ سے خوش آئند بات ہے کہ انہوں نے اس بار بھی اس پروگرام میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مجلس میں کئے گئے بعض سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہیں:

☆ایک سوال تھا کہ کیا خاوند اپنی بیوی کے پاس بچے کی پیدائش کے وقت موجود رہ سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ اس کی اجازت ہے لیکن بعض لوگوں کیلئے یہ بہت Embarrassing ہو سکتا ہے۔

☆احمدی، مالکی، سنی، شیعہ میں کیا فرق ہے؟

حضور انور نے اس سوال کا باقاعدہ جواب دینے سے قبل فرمایا کہ میرا خیال تھا کہ جرمن لوگ بہت Inventive لوگ ہیں جو نئے نئے سوالات کرتے ہیں، لیکن اس بات نے مجھے مایوس کیا ہے۔ نیز یہ ان احمدیوں کی غلطی ہے جنہوں نے آپ کو تیار نہیں کیا اور آج آپ کورے کاغذ کی طرح میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ اس سوال کا میں بارہا تفصیلی جواب دے چکا ہوں اور اگرچہ بار بار جواب دینا اکتا دینے والی بات ہے لیکن میں اپنی بجائے آپ کا خیال رکھوں گا۔ چنانچہ حضور انور نے جواب ارشاد فرماتے ہوئے بتایا کہ ان سب میں فرق صرف وضاحت اور تشریح کا ہے۔

اسلام کا آغاز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ پھر خلفائے راشدین کا دور آیا جس کے بعد ایک اور دور کا آغاز ہوا۔ ہمیں اس سارے وقت میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا کیونکہ وہ سارے مسلمان آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔۔۔ لیکن اس کے بعد نہ ختم ہونے والے اختلافات کا آغاز ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ جب وقت کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کم ہوگئے اور عمر کی زیادتی کی وجہ سے اُن کے حافظے کمزور ہونے لگے تو اُس وقت مختلف علماء مختلف ذرائع سے (یعنی مختلف افراد کے ذریعے) آنحضور ﷺ تک رسائی حاصل کرنے لگے۔ اُس وقت حاصل ہونے والی معلومات میں لوگوں کے ذاتی تاثرات بھی شامل ہوگئے۔ پھر بیان کرنے کے طریق میں بھی فرق تھا اور بیان کردہ روایات کی بنیاد مختلف واقعات وحالات پر رکھی گئی تھی، چنانچہ ان واقعات و روایات کی تشریح میں علماء نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا اور اس طرح مختلف مکاتب فکر کا آغاز ہوا۔ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ۔۔۔ آج کے دور میں مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ سے فیض حاصل کرنے کی بجائے انہی مشہور اماموں سے استفادہ کرتے ہیں اور انہیں اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اسلام اور احمدیت میں کوئی فرق نہیں فرق صرف بعض مسلمانوں کا دوسرے مسلمانوں سے ہے۔ ہم احمدی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم ہر دوسری چیز پر فوقیت رکھتا ہے اور اسی طرح معقولیت (Rationality) پر یقین رکھتے ہیں۔

احمدی عورت اور مسلمان عورت کے حقوق و فرائض کے بارے میں ایک ضمنی سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہم معقولیت (Rationality) پر یقین رکھتے ہیں کیونکہ اللہ بھی Rational ہے اور اس نے مرد اور عورت کو برابر پیدا کیا ہے۔ البتہ جو قوانین دونوں کے لئے مختلف ہیں ان کی بنیاد منطق اور معقولیت پر ہے۔۔۔ لیکن تشدد اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان آپ کو ایک واضح فرق نظر آئے گا۔ ایک فریق حد سے زیادہ آزادی کا قائل ہے اور پھر بھی خود کو مسلمان سمجھتا ہے جبکہ دوسرا عورت کو گائے کی طرح پابند سمجھتا ہے جیسے افغانستان میں طالبان۔۔۔ لیکن ایک احمدی معاشرے میں عورت کی عزت، آزادی اور اس کی استعدادوں سے بھرپور استفادہ کیا جاتا ہے۔

☆احمدی مردوں کے ساتھ شادی کرنے والی غیر مسلم عورتوں کو مسلمان بنا لینے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ اس بارے میں قرآن کریم کا یہی اصول ہے کہ " لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ " اگرچہ عورت دہریہ ہی کیوں نہ ہو کسی کو تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم احمدی مرد کو یہ سمجھایا جا سکتا ہے کہ جس گھر میں زندگی کے ہر معاملے میں نظریاتی اختلافات ہوں وہاں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

☆بھارت کے حالیہ ایٹمی دھماکوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور نے اس مسئلہ کے بہت سے پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ حضور انور نے بیان فرمایا کہ میری اور دنیا کی اس بارے میں ایک ہی رائے ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ کہ بڑی طاقتیں (Super Powers) تو اس معاملے میں تیزی سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہیں لیکن تیسری دنیا کے ممالک پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ میری رائے میں کسی تفریق کے بغیر ساری دنیا کو اس بارے میں پابند کرنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ جرمنی اور جاپان سمیت بہت سے ممالک ایسے ہیں جو جوہری ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ہیں لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرتے جبکہ غریب ممالک دوسرے ممالک کو خوفزدہ کرنے کیلئے اس علم کو استعمال کر رہے ہیں، اگرچہ انہیں دفاع کا پورا حق حاصل ہے۔ اسی طرح اس کا تعلق اس بات سے بھی ہے کہ بعض قوموں نے تجارتی برتری حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کے خلاف تجارتی جنگ شروع کر رکھی ہے۔

بھارت کی طرف سے کئے جانے والے ایٹمی دھماکوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس خطے میں اصل جھگڑا کشمیر کا ہے جسے حل کرنے کی کوشش بڑی طاقتیں نہیں کر رہیں۔ اسی جھگڑے کی وجہ سے دو بڑی جنگیں لڑی گئیں اور اُس موقع پر بڑی طاقتوں نے ہی اپنے ناکارہ ہتھیار پاکستان کو فراہم کر کے بھاری منافع حاصل کیا اور بنیادی طور پر یہ امریکہ ہی ہے جس نے ایسا کیا تھا۔ اس لئے ان کے کھلے اعلانات پر غور نہ کریں بلکہ ان سرگوشیوں پر غور کریں جو ان ممالک کے ایک طبقے کے ساتھ امریکی حکام کر رہے ہیں۔ امریکہ کے حکام کی نام نہاد پریشانی یہ ظاہر کر رہی ہے گویا کہ وہ جوہری ہتھیاروں کی جنگ کے خلاف ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ امریکہ کو اس بارے میں پہلے سے علم تھا اور ان کی خفیہ تنظیمیں جانتی تھیں۔ اُن کے آلات تو سمندر کی تہہ میں پائی جانے والی مچھلیوں کی حرکات ریکارڈ کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے نیٹو کے بعض سائنسدانوں کے حوالے سے بتایا کہ یہ کہنا کہ امریکہ کو علم نہیں تھا احمقانہ بات ہے یا پھر دھوکہ دہی ہے۔ کیونکہ جب ایٹمی دھماکہ کرنا تھا تو بڑی بڑی مشینری صحراؤں میں لے جائی گئی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ کی نظروں سے یہ بات پوشیدہ رہی ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس شور کا مقصد صرف حکومت پاکستان کو مطمئن کرنا ہے کہ ہم وقت سے پہلے نہیں جان سکے تاکہ اب وہ اپنی مرضی سے پاکستان کو ایٹمی ہتھیار بنانے سے روک سکیں اور پابندیاں عائد کر سکیں۔ میرا ایک خیال یہ بھی ہے کہ ممکن ہے امریکہ نے پاکستان کے خلاف بھرپور کارروائی کا ارادہ کیا ہو۔

اسی طرح بھارت کے سابق وزیر اعظم کا پاکستان کو ایٹمی دھماکہ کرنے کا مشورہ دینا بھی ایک عجیب بات ہے تاکہ یا تو پاکستان بھی جوہری ہتھیار بنانے کی کوشش کرے تو اس پر پابندیاں عائد کی جائیں اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پاکستان کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ بھارت کی بالادستی قبول کرلے۔

☆مرکز احمدیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ مرکز پہلے بھارت میں قادیان میں تھا پھر پاکستان میں ربوہ منتقل ہوا اور اب فرینکفرٹ میں ہے یعنی یہ مرکز خلیفۂ وقت ہے۔ خلیفۂ وقت جہاں بھی ہوگا وہی مرکز ہوگا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے کہ مشینری کہیں اور ہے اور دماغ یہاں ہے۔

☆آنحضرت ﷺ کی تصویر کشی کے بارے میں ایک سوال پر حضور نے فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ماضی میں کبھی آنحضور ﷺ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں ہوئی۔ ہاں الفاظ کے ذریعہ بعض نے بہت خوبصورت تصویر کشی کی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تصویر بنانا ناپسندیدہ ہے کیونکہ تصاویر کے ذریعے ہی گزشتہ انبیاء کو خدائی صفات کا مظہر دکھایا گیا اور ان کی عبادت کی طرف لوگوں کو رغبت دلائی گئی۔

☆اس سوال کے جواب میں کہ خدا کا انسان سے ہمکلام ہونے کے بارے میں کیا ثبوت ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ دو طرح سے ہے اول یہ کہ کوئی چیز میں دیکھ اور سن رہا ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ باتیں بعد کے زمانہ میں درست ثابت ہو رہی ہیں۔

☆ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ اسلام اور عیسائیت اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے لیکن اختلاف یہ ہے کہ عیسائیت میں خدا کی مریم سے شادی کی گئی اور پھر بیٹے کی پیدائش ہوئی۔

ایک ضمنی سوال ہوا کہ اگر خدا انسان سے زیادہ قدرت رکھتا ہے تو پھر وہ زمین پر آکر کیوں انسان کی طرح Holy Ghost کا کردار ادا نہیں کر سکتا؟ حضور انور نے فرمایا کہ خدا خالق ہے اور وہ اپنی مخلوق سے وہ انسانی تعلق قائم نہیں کر سکتا جو انسان انسان سے قائم کرتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ عیسائی محققین اور سائنسدانوں کے مطابق بھی ایسا ممکن ہے کہ ایک عورت مرد کے ملاپ کے بغیر لڑکے کو جنم دے دے۔

حضور انور نے اپنی کتاب Christianity A Journey from facts to fiction کا ذکر بھی فرمایا اور بتایا کہ اس کتاب میں آپ کو عیسائیت کے بارے میں اٹھائے گئے اکثر سوالات کا جواب مل جائے گا۔

☆اس سوال کے جواب میں کہ کیا کسی مسلمان کا اپنے ملک کی فوج میں شامل ہو کر مخالف فوج کے مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں ممالک کی تقسیم سیاسی وجوہات کی بنیاد پر کی گئی ہے اور اپنے ملک کا دفاع کرنا اس ملک کے ہر شہری کا فرض ہے ورنہ بہت سی پیچیدگیاں جنم لے سکتی ہیں۔ (باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں کا تذکرہ

سید فضل نعیم معلم وقف جدید

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے صدق ووفا کے نمونے مذاہب عالم کی تاریخ کے اُفق پر آج ستاروں کی مانند جگمگ کر رہے ہیں صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حبشی النسل حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عین نوجوانی میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپؓ اُمیہ بن خلف نامی مکہ کے ایک رئیس کے غلام تھے وہ انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتا۔ گرمی کے موسم اور چلچلاتی دُھوپ میں جبکہ مکہ کی سرزمین آگ اُگل رہی ہوتی تھی گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا کہ آپؓ حرکت نہ کر سکیں اور کہتا لات اور عزیٰ بتوں کی اُلوہیت تسلیم کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی کا اظہار کر مگر حضرت بلالؓ کی زبان مبارک سے اس کربناک حالت میں بھی احد احد ہی کی صدا بلند ہوتی کہ تم نے جو کرنا ہے کر لو حقیقت یہی ہے کہ اللہ ایک ہے۔ یہ جواب سن کر اُمیہ غصے سے آگ بگولہ ہو جاتا اور آپؓ کے گلے میں رسہ ڈال کر شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا کہ وہ آپ کو مکہ کی گلیوں میں پتھروں میں گھسیٹتے پھریں جس سے آپؓ کا بدن لہولہان ہو جاتا تب بھی آپؓ کی زبان سے احد ہی نکلتا رہتا۔

(سنن ابن ماجہ اسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا حرم شریف میں جا کر قرآن مجید کی چند آیتیں بلند آواز سے پڑھیں تو اُن پر کفار ٹوٹ پڑے اُن کو اس قدر مارا گیا کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ اسی حالت میں ظالموں نے تپتی ریت پر لٹا دیا اوپر سے پتھر پھینکتے رہے لیکن آپ نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا مسکراتے رہے ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ مسکراتے کیوں ہیں۔ فرمایا جب کوئی شخص بازار میں دو پیسے کا برتن خریدتا ہے تو کافی ٹھونک بجا کر دیکھتا ہے میں اسلئے مسکرا رہا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے خرید رہا ہے۔ اس صداقت بھری بات کو سنکر فوراً سترہ آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

۳۔ مکہ کے ایک لوہار حضرت خبابؓ نے جب اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انتہائی دُکھ پہنچائے ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے اُن کی پیٹھ دیکھی تو فرمایا ایسی پیٹھ میں نے آج تک کسی کی نہیں دیکھی۔ کیونکہ چمڑا جانوروں کی کھال کی مانند ہو گیا تھا۔ حضرت خبابؓ نے فرمایا مشرکین انگارے دہکاتے اور مجھے اُن پر لٹا دیتے ایک شخص میرے سینے پر سوار ہو جاتا تاکہ میں جنبش بھی نہ کر سکوں ۔ میرے جسم سے رطوبت نکل نکل کر کوئلے ٹھنڈے ہو جاتے۔ صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

(طبقات ابن سعد جزو ثالث قسم اول صفحہ ۱۱۷)

۴۔ غزوہ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گردوپیش بہت تھوڑے آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنی جان پر کھیل کر آنحضرتؐ کی حفاظت کیلئے سینہ سپر رہے دُشمن کا جو تیر بھی آنحضرت کی طرف آتا اُسے اپنے ہاتھ پر روک لیتے حتیٰ کہ اس ہاتھ پر تیر اتنے لگے کہ ہاتھ ضائع ہو گیا۔

۵۔ ۴ھ میں قبائل بنی محارب و بنی ثعلبہ کی سرکوبی کیلئے حضور صلعم چار سو صحابہ کو لیکر نکلے تو اس غزوہ میں سب کے پاس صرف ایک سواری تھی۔ اس طویل سفر میں اکثر برہنہ پا تھے ۔ چنانچہ چلتے چلتے اکثر کے پاؤں زخمی ہو گئے بعض کے ناخن تک جھڑ گئے۔ زخموں کی وجہ سے صحابہؓ نے پاؤں میں کپڑے کی پٹیاں لپیٹ رکھی تھیں اس وجہ سے اس غزوہ کا نام ہی غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔

۶۔ حضرت سعد بن ربیعؓ جنگ اُحد میں شدید زخمی ہو کر میدان کے کسی گوشے میں پڑے تھے جنگ کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو اُن کا حال معلوم کرنے کیلئے بھیجا وہ تلاش کرتے ہوئے بڑی مشکل سے جب اُن کے پاس پہنچے تو حضرت سعدؓ جان بلب حالت نزع میں تھے ۔ حضرت اُبیؓ نے اُن سے پوچھا کہ کوئی پیغام ہو تو فرمایئے آپ نے فرمایا۔

میرے بھائی! مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تمہاری زندگی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو یاد رکھنا کہ خدا کے حضور تمہارا کوئی جواب اور کوئی عذر قابل سماعت نہ ہو گا انہی الفاظ کے ساتھ اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اُن کے سامنے نہ اپنی بیوی کی بیوگی کا خیال آیا نہ بچوں کی یتیمی کا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سب کچھ ہیچ سمجھا۔

(مؤطا امام مالکؒ کتاب الجہاد)

صدق ووفا کے اس میدان میں عورتوں کی بھی عجیب نرالی شان نظر آتی ہے جنگ اُحد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ مشہور ہوئی۔ قبیلہ بنو دینار کی ایک انصاری خاتون نے دیکھا کہ ایک شخص اُحد کی طرف سے واپس آ رہا ہے بے تابانہ اُس کی طرف بڑھیں اُس شخص کا دل چونکہ حضورؐ کی طرف سے مطمئن تھا کہ آپؐ تو بخیریت ہیں اس لئے اُس خاتون کے سوال کے جواب میں کہا کہ اس جنگ میں تمہارا باپ شہید ہو گیا اس جنگ میں تمہارا بھائی شہید ہو گیا۔ لیکن اُس شخص کو اب بھی احساس نہیں ہوا کہ اس مقدس خدار سیدہ خاتون کے دل میں عشق محمدیؐ کا سمندر کس رنگ میں متلاطم ہے نہایت ہی بے چینی کے عالم میں کہنے لگی کہ مجھے اُس کی پرواہ نہیں کون مرا اور کون زندہ ہے۔ پھر پیغام دینے والے نے کہا اس جنگ میں تمہارا خاوند شہید ہو گیا۔ اُس عورت نے کہا مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ تب اُس نے بتایا بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہیں یہ جواب سنکر اُسکی جان میں جان آئی باوجود اُس کے کہ وہ اپنے تمام خاندان کی تباہی کی خبر سن چکی تھی۔ بے ساختہ اُس کے منہ سے نکلا۔ اگر آپؐ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔

۸۔ حدیبیہ کے مقام پر اہل مکہ کا ایک نمائندہ عروہ صحابہ کرامؓ کی بے نظیر فدائیت کو دیکھ کر دم بخود رہ گیا اور بے ساختہ اپنے لوگوں میں آکر اُس نے یہ گواہی دی کہ :۔

"اے لوگو! میں نے دُنیا میں بہت سفر کیا ہے۔ بادشاہوں کے دربار اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے سامنے بطور وفد پیش ہو چکا ہوں مگر خدا کی قسم جس طرح میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوں کو محمدؐ کی عزت کرتے دیکھا ہے۔ اس طرح میں نے کسی جگہ نہیں دیکھا اُن کا یہ حال تھا کہ اگر پانی پیتے ہوئے آپ کے منہ سے کوئی قطرہ گرتا تو صحابہ اسے شوق سے اپنے ہاتھوں پر لیتے اور برکت کے خیال سے اُسے اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے"۔ (بخاری کتاب الشروط)

حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو کچھ صحابہ آنحضرتؐ نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں کو اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کیا اُس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنھم نے اُس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا۔ جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی میں کفار قریش کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکلے عشق محمد ربّہٗ محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ (شہادت القرآن صفحہ ۵۰)

دعائے مغفرت

خاکسار کے خسر محترم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین کی والدہ محترمہ فیض النساء صاحبہ اہلیہ محترم سیٹھ علی محمد صاحب الہ دین آف سکندر آباد مورخہ یکم جون ۹۸ء رات ساڑھے گیارہ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ○ مرحومہ حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب مرحوم کی بہو تھیں مرحومہ کی نماز جنازہ غائب محترم امیر صاحب کے ارشاد پر ۵ر جون ۹۸ء کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ادا کی گئی۔ احباب سے اُن کی مغفرت و بلندی درجات کیلئے نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد رشید طارق قادیان)

★ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی ابو فضل محمود صاحب بعمر ۸۴ سال مورخہ ۲۳۔۳۔۹۸ کو امریکہ میں وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ کی بلندی درجات اور مغفرت کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(عبد المالک اقبال روڈ لاہور)

★ مکرم محمد صاحب سرب کے والد صاحب مکرم عبد الرحمن صاحب مالاباری گزشتہ سال وفات پا گئے اسی طرح موصوف کی خوشدامنہ خدیجہ بیگم صاحبہ بنت قاسم ہریکر صاحب کچھ عرصہ بیمار رہکر مورخہ ۹۸۔۲۔۲ کو سورب میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے مرحومین کی مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینجر بدر)

ولادت

۹ر مئی کو اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے نصیر احمد عارف کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے جسکا نام حضور انور ایدہ اللہ نے سلمان احمد تجویز فرمایا ہے زچہ بچہ کی صحت و تندرستی درازی عمر اور نیک صالح بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ نو مولود مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ اعانت بدر ۔/۵۰۔

(چوہدری محمود احمد عارف درویش قادیان)

درخواست دُعا

☆ خاکسار کے والد صاحب مکرم محمد عبد اللہ شاکر آف بڑھانو عرصہ دو ماہ سے گلے کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں نے اس کو ایک قسم کا لقوا قرار دیا ہے کافی علاج کے باوجود کوئی افاقہ نہیں ہوا اور آواز بھی بدستور دھیمی ہے۔ اس لئے آپ تمام قارئین بدر سے دردمندانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں کامل شفایابی عطا فرمائے۔

(فضل الرحمن بھٹی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

بقیہ صفحہ : 17

حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ جس ملک میں احمدیوں کی حکومت ہو گی وہ سیکولر ہو گا اور حکومت کی بنیاد Absolute Justice پر رکھی جائے گی۔

اس مجلس سوال و جواب میں چالیس جرمن احباب و خواتین نے شرکت کی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

اعلاناتِ نکاح و تقریب شادی

مورخہ ۹۸۔۷۔۲ کو بمقام ین جی او ایس ہال شموگہ خاکسار کے ماموں مکرم میر انعام الحق سجاد کا نکاح ہمراہ محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت مکرم ایس جے عبد الصمد صاحب مرحوم مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ شموگہ نے پڑھایا۔

☆۔ خاکسار کی ہمشیرہ ایس وحیدہ رحمن بنت مکرم جے میر شفیع الرحمن کا نکاح ہمراہ مکرم میر محی الدین ذاکر ابن مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب منظور دس ہزار روپے حق مہر پر بمقام و کلیگرے ہال مورخہ ۹۸۔۵۔۱۶ بعد نماز مغرب مکرم مولوی صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ شموگہ نے پڑھایا۔ اسی دن تقریب رخصتانہ ہوئی۔

ان ہر دو رشتوں کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ ڈیڑھ صد روپے اعانت بدر ادا کئے گئے۔

(میر عبد الستار عرفی نمائندہ بدر شموگہ)

تمام شانوں میں بے نظیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(عطاء اللہ ناصر مبلغ سلسلہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ

اگر کوئی مخالف ضد اور تعصب کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان نہ لائے تو اور بات ہے ورگنہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی حیات مبارک آپ کی صداقت ہر شان سے بے نظیر ہونے کی دلیل ہے۔ آپ کی زندگی کا کوئی معمولی سے معمولی واقعہ بھی لیا جائے اور پھر بے جا ضد اور تعصب کے جذبات سے علیحدہ ہو کر اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ واقعی آپ ایک بے نظیر نبی اور انسان تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی حالات بعثت سے قبل کی زندگی بعثت کے بعد کی مشکلات اور مصائب۔ آپ کی کامیابی اور اس عظیم الشان انقلاب کے متعلق جو آپ کے ذریعہ دنیا میں پیدا ہوا اور اپنے ماننے والوں کے اندر جو زندگی بخش تبدیلی پیدا کی۔ ان واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ اُن واقعات میں سے کچھ پیش خدمت ہیں۔

ایک تن تنہا عظیم الشان مشن

ذرا غور کیجئے۔ ایک یتیم اور بے کس بچہ جو پیدا ہوتے ہی شفقت پدری اور محبت مادری سے محروم ہو دنیوی مال و دولت جاہ و حشمت سے کلیتہً محروم ہو۔ جس کے ساتھ کوئی جتھہ یا ہم خیالوں کی جماعت نہ ہو۔ جو ہر طرح سے جابر اور ظالم لوگوں سے گھرا ہوا ہو۔ تمام ملک کے عقائد اور خیالات کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ ان کے تمدن معاشرت اور رسم و رواج یک قلم موقوف کر کے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنے کے عزم سے کھڑا ہوتا ہے ایسی حالت میں ہر ظاہری ساز و سامان اور حالات پر نظر رکھنے والے لوگ اُسے ایک مجنون خیال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

انتہائی مشکلات

اس کے رستہ میں بیحد مشکلات پیدا کی جاتی ہیں اُسے عام انسانی حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے جسمانی لحاظ سے اُسے ایسی ایسی تکالیف دی جاتی ہیں جنہیں یاد کر کے آج بھی انسانیت کی پیشانی خجالت سے عرق آلود ہوتی ہے اس کی جان لینے کے پروگرام بنائے جاتے ہیں حتیٰ کہ اُسے رات کی تاریکی میں اپنا وطن اور خدا کا برکت دیا ہوا مقام چھوڑنا پڑتا ہے مگر انجام کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے وہ اپنے اہل ملک کے دلوں سے شرک نکال کر اُس کی جگہ توحید خالص قائم کر دیتا ہے اُن کے تمدن و معاشرت کو اپنے حسب منشاء تبدیل کر دیتا ہے۔ اُن کی عادات و اطوار کو اُن سے چھوڑانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

بے نظیر انسان اور رسول

مخالفین اس کے متعلق جو چاہیں کہیں۔ لیکن انصاف پسند لوگوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم الشان انقلاب پر غور کریں اور خدارا بتائیں۔ اگر اس کمزور بے کس۔ بے یار و مددگار اور غریب انسان کی پشت پناہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت نہ تھی۔ اگر وہ سراسر اس کی حفاظت میں نہ تھا تو اس قدر بے نظیر انقلاب پیدا کرنے میں کامیاب کس طرح ہوا۔ ایسے ہزاروں لوگ تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے جنہوں نے معمولی حالات سے، ترقی کر کے دنیوی لحاظ سے انتہائی عروج حاصل کر لیا۔ لیکن کیا کوئی ایسا انسان بھی پیش کیا جا سکتا ہے جس نے اس قدر بے سر و سامانی اور شدید مخالفت کے باوجود مخالفوں کے دلوں میں محبت پیدا کی ہو اور ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی ہو اُن کے تمدن کو تبدیل کر ڈالا ہو اور انہیں اپنے رنگ میں ایسا رنگین کر دیا ہو کہ وہ اپنے سابقہ خیالات اور اوضاع اور اطوار کو صمیم القلب سے نفرت کرنے اور اُس کے مشن کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینے لگے ہوں کیا تاریخ عالم میں ایسی مثال ملتی ہے کہ ایک انسان کے جانی دشمن اس کے جاں نثار بن گئے ہوں۔ طاقت اور رعب سے کسی مخالف کو زیر کرنا اور بات ہے لیکن ان لوگوں کے دلوں میں جو آپ کی جان لینا ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکے تھے اپنی ایسی محبت و عقیدت قائم کر دینا کہ وہ آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانا سعادت دارین سمجھنے لگے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ ہے اور اس لحاظ سے آپ کی ذات ہی آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔

انتہائی تکالیف اور بے مثال استقلال

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن کی تکمیل کے رستہ میں جو مشکلات اور تکالیف برداشت کیں وہ دوست و دشمن سب پر عیاں ہے جو مصائب آپ پر آئے اور جو خوفناک مظالم آپ پر اور آپ کے ایمان لانے والوں پر ڈھائے گئے وہ اس زمانہ میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان مصائب و آلام کو ایک طرف رکھئے اور دیکھئے کہ آپ کس استقلال اور بامردی کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے اور ساتھ ہی اس پر غور کیجئے کہ یہ قربانیاں کس لئے تھیں۔

دنیوی لذات سے بیزاری

دنیاوی فوائد اور عزو جاہ کے حصول کیلئے لوگ قربانیاں کرتے ہیں اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت ہی نہیں لیکن آپ کے سامنے یہ مقصد بھی نہ تھا قریش مکہ آپ کو دنیوی عزت کا بہت بڑا مقام دینے پر راضی تھے اور ان کی طرف سے یہ پیش کش ایک وفد کے ذریعہ کی جا چکی تھی۔ لیکن ان سب چیزوں کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر آلام و مصائب پر رضامند ہونا۔ دنیا میں کسی جگہ آپ کو نظر نہ آئے گا۔ اس پیشکش کے جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا ایک انصاف پسند اور عدل پرور انسان کیلئے آپ کی صداقت کا وہ ایک نہایت زبردست ثبوت ہے۔ اللہ اللہ کس شان سے آپ نے فرمایا کہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب کو رکھ دیا جائے تو بھی میں اپنے مشن کو ترک نہیں کر سکتا۔

دنیوی اموال سے استغناء

اسی پر بس نہیں قریش جو کچھ آپ کو پیش کرتے تھے وہ اپنی زندگی میں آپ کو حاصل ہو گیا بلکہ اُس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا لیکن کیا آپ اُسکی طرف مائل ہو گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اموال آپ کے قبضہ میں آگئے اور ڈھیروں ڈھیر آئے مگر آپ نے ہمیشہ غربت کی زندگی کو ترجیح دی۔ اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی آپ کی ذرہ چند ساع جو کے عوض ایک یہودی کے ہاں رہن تھی۔

حیوانوں کو انسان بنانا

آپ کی بعثت سے قبل دنیا کی جو حالت تھی خصوصاً اہل عرب گمراہی۔ ضلالت فسق فجور اور فاحشہ کے جس عمیق گڑھے میں گرے ہوئے تھے وہ عیاں راچہ بیاں ایسے لوگوں کے اندر آپ نے جو کامیاب اصلاح کی انہیں بد اخلاقی جہالت گمراہی اور بے شرمی کی عمیق گہرائیوں سے نکال کر ان کی اشد ترین مخالفت کے باوجود آپ نے ان کو نہ صرف بلند اخلاقی علمی ترقی عطا کی بلکہ اقوام عالم کا استاد بنا دیا۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک پہلو اور ہر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ واقعہ آپ کی صداقت کی بین اور روشن دلیل ہے اور آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون محمد ہست برہان محمد کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ ☆☆☆

آنحضرت صلعم بحیثیت داعی الی اللہ

امۃ الشافی

اہلیہ مکرم محمد نذیر صاحب مبلغ ہماچل پردیش

دن ہر روز طلوع ہوتا ہے لیکن کچھ دن ایسے مبارک ہوتے ہیں کہ اُن کی عظمت اور شان کبھی ماند نہیں پڑتی آج سے چودہ سو سال پہلے بھی ایک ایسا مبارک دن طلوع ہوا ہے جس کی حسین یاد اور عظمت آج بھی ذہن انسانی میں ایک منور ستارہ کی طرح جگمگاتی ہے۔ یہ وہ مبارک دن تھا جب سرور کائنات صلعم کے سپرد فریضہ تبلیغ کیا گیا تھا فرمان خداوندی کے الفاظ ہیں یَآ یُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

(سورۃ المائدہ آیت ۶۸)

آنحضرت کے جذبہ تبلیغ کے پہلو پر غور کیا جائے تو اسوہ نبی کے ہزاروں پہلو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ غار حرا کی تنہائیوں میں فرمان خداوندی اِقرا کا سننا تھا کہ آپ پر احساس ذمہ داری کی وجہ سے ایک کپکپی طاری ہوئی لیکن ذمہ داری کا احساس کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی آپ سے جدا نہیں ہوا میرے آقا صلعم کے دل میں جذبہ تبلیغ اسطرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ یہ آپکی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بن گیا تھا قلبی کیفیت کا اندازہ خدائے علیم و خبیر کے اس اعلان سے لگایا جا سکتا ہے۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ آپ کے جذبہ تبلیغ کا وہ ثبوت ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپ حج کے موقعہ پر آنے والے وفود کے پاس چلچلاتی دھوپ میں آیا کرتے تھے ایک ایک خیمے کے پاس جا کر خدا کا پیغام پہنچاتے دن رات یہ مقدس جہاد جاری رہتا کوئی سنتا کوئی نہ سنتا بعض برا بھلا کہنے والے بھی تھے لیکن آپ نے ہمیشہ اس جہاد کو جاری رکھا یہی جذبہ تبلیغ آپ کو کشاں کشاں طائف کے علاقے میں لے گیا جہاں اوباش لڑکوں نے پتھروں کی بارش سے آپ کے جسم مبارک کو لہولہان کر دیا۔ آپؐ پر آوازے کسے گئے لیکن ہادی کامل نے دعوت الی اللہ کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا پھر مکہ کی بستی میں آپ کے ساتھ جو کچھ ہوتا تھا وہ کسی پر پوشیدہ نہیں یہی وہ بستی ہے جس کی گلیوں میں سر مبارک پر خاک ڈالی جاتی تھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے آپ کو مکہ کی بستی میں گذارے ہوئے وہ دن بھی یاد تھے جب آپ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے لیکن جونہی آپ نے دعوت الی اللہ کا علم اپنے ہاتھ میں لیا دنیا کا اندازہ یکلخت بدل گیا ماضی کا محبوب ترین شخص اب ان کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا آپ کی راہ میں آنکھیں بچھانے والے آپ کی جان کے دشمن ہو گئے دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں عزم محمدی صلعم کی وہ کیا شاندار مثال ہے کہ جب آپ کے دشمنوں نے اکٹھے ہو کر آپ کے چچا سے رابطہ کیا اُن کا مطالبہ تھا کہ دعوت الی اللہ بند کی جائے مطالبہ کو اور زیادہ قابل قبول بنانے گئے انہوں نے وہ سارے لالچ دئے جو ایک برق رفتار مجاہد کے تیز رو قدموں کو روکنے کیلئے کافی ہو سکتے ہیں انہوں نے جاہ حشمت مال و ثروت اور حسن و جمال کی لالچ دی کوئی دنیا کا بندہ ہوتا تو یقیناً ان لالچوں پر مرمٹتا لیکن یہاں تو خالق کائنات کا وہ بندہ تھا جو دعوت الی اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ نثار کرنے کی قسم کھائے تھا چچا کی باتیں سن کر ایک آہنی عزم کے ساتھ فرمایا کہ میرے چچا میرا خدا میرا محافظ ہے اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو پھر بھی خدا کی قسم میں تبلیغ کے اس جہاد سے نہیں رک سکتا بالآخر آپ کی زندگی میں وہ وقت قریب آنے لگا کہ آفتاب نبوت نظروں سے اوجھل ہونے والا تھا۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے الفاظ آپ کے کانوں میں گونج رہے تھے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے اپنے جانثار خدام کو ایک بار پھر کلام الٰہی کے کاموں کی تفصیل سے آگاہ کیا اور فرمایا ھَلْ بَلَّغْتُ کیا وہ پیغام تمکو پہنچا دیا جو مجھے دیا گیا تھا صحابہؓ نے

(باقی صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

(091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 Thursday, 2/9th July 1998 Issue No :27/28

بقیہ صفحہ : 15

جب تک انسانی چربی انہیں ٹھنڈا نہ کر دے اسلام کی ترقی کے ساتھ ساتھ کفار درندگی میں بڑھتے گئے انہوں نے ان پاک بازوں کو اڑھائی تین سال حضرت ابو طالب کی گھاٹی میں بھوک اور پیاس سے آزمایا اور بالآخر مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہجرت کے نتیجہ میں صحابہ کو وطن سے بے وطن ہونا پڑا بچوں کو مائیں خاوندوں کو بیویاں اور بھائیوں کو بھائی چھوڑنے پڑے یہ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ ہی تھی جس نے صحابہ کے اندر دُکھ برداشت کرنے کی بے مثال شجاعت پیدا کر دی اور کوئی ایک بھی تو ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی صحابی نے ارتداد اختیار کیا ہو۔

ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلام کے دفاع اور قیام امن کیلئے تلوار کا جہاد فرض ہوا تو اس وقت حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح صحابہ رسولِ مقبولؐ نے یہ نہیں کہا کہ جا تو اور تیرا خدا جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں اور نہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی طرح تیس روپے لے کر اپنے نبی کو دشمنوں سے پکڑوا دیا بلکہ اصحاب رسولؐ نے کہا یا رسول اللہ! آپ جہاں چاہتے ہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان جاں نثاروں نے اپنا عہد پورا کیا اور پانی کی طرح اپنا خون بہا دیا مال جان عزت و آبرو سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دیئے یہ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ نہیں تو اور کیا تھا۔

۴۔ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کا اثر کسی ملک یا قوم یا زمانے تک ہی محدود نہیں بلکہ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں غیر معمولی اثرات دکھاتی رہی ہے چنانچہ آنحضرتؐ کی طبعی وفات کے بعد خلافت راشدہ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کے ہی نتیجہ میں قائم ہوئی جس کے دوران بڑی عظیم الشان فتوحات ہوئیں خلافت راشدہ کے بعد حضورؐ کی قوت قدسیہ کا ہی نتیجہ تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد تیرہ صدیوں میں لاکھوں اولیاء اور ائمہ اور مجددین پیدا ہوتے رہے مجددین کرام میں سے زیادہ مشہور پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیز دوسری صدی میں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تیسری صدی میں حضرت ابو شرح وابو الحسن اشعری چوتھی صدی میں حضرت ابو عبید اللہ نیشاپوری قاضی ابو بکر باقلانی پانچویں صدی میں حضرت امام غزالی چھٹی صدی میں حضرت سید عبد القادر جیلانی ساتویں صدی میں حضرت امام تیمیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی آٹھویں صدی میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی اور حضرت صالح بن عمر نویں صدی میں امام جلال الدین السیوطی دسویں صدی میں حضرت طاہر گجراتی گیارہویں صدی میں حضرت احمد سرہندی بارھویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور تیرھویں صدی میں حضرت سید احمد بریلوی یہ تمام بزرگ جنہوں نے بے مثال خدمات دینیہ سرانجام دیں آنحضرت ﷺ کی عظیم الشان قوت قدسیہ کے ہی نتیجہ میں پیدا ہوئے۔

آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کا انتہائی نقطہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے سورۃ جمعہ کی آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم میں پیش گوئی تھی کہ آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں اسلام کے کامل اور عالمگیر غلبہ کیلئے چودھویں صدی کے سر پر آنحضرتؐ کی ہی اُمت میں سے آنحضورؐ کا ایک بروز پیدا ہوگا جو نہ صرف چودھویں صدی کا مجدد ہوگا بلکہ دس صدیوں کیلئے مجدد ہوگا اور حضرت عیسیٰ بن مریم سے خلقاً خلقاً اور زماناً شدید مشابہت کی وجہ سے مسیح موعود اور آنحضرت صلعم کا کامل بروز ہونے کی وجہ سے امام مہدی اور خاتم الخلفاء کے نام سے موسوم ہوگا وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ جماعت احمدیہ کی ذات گرامی ہے۔

بقیہ صفحہ : ۱

آبدیدہ ہو کر جواباً عرض کیا ہماری جان آپ پر قربان ہمارے آقا نے خوب پہنچا دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس ذمہ داری کو اور اس کے دشت و جبل کو اس شہادت پر گواہ بناتا ہوں اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے اور اپنی امانت کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ ہے میرے آقا محمد صلعم کا شاندار جذبہ دعوت الی اللہ۔ جو آج بھی ہمیں حقیقی داعی الی اللہ بننے کا پیغام دے رہا ہے اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ دن رات ہمیں اس مقدس جہاد کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ فرمایا تبلیغ اسلام کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزاروں احمدی سینوں میں یہ لو جل رہی ہے۔ اس کو بجھنے نہیں دینا اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا اس مقدس امانت کی حفاظت کرو میں خدائے ذوالجلال والاکرام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوہ نبی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مقبول دعوت الی اللہ کی توفیق عطا کرے۔ ☆☆☆

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم محمد احمد صاحب غوری آف حیدر آباد کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(نائب ناظر امور عامہ قادیان)

ضروری اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت ہے کہ آپ سے اجازت حاصل کئے بغیر آپ کی تازہ تصنیف Revelation Rationality, Knowledge and Truth کی کوئی سطر بھی Internet وغیرہ میں ہرگز نہ دی جائے۔

اسی طرح اس امر کی بھی پابندی کی جائے کہ جماعت کی کوئی کتاب بھی انٹرنیٹ وغیرہ پر دینے سے قبل وکالت تصنیف کے ذریعہ پہلے اجازت حاصل کی جائے۔ اس ہدایت کی خلاف ورزی کاپی رائٹس کی خلاف ورزی ہوگی اور خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف (خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی) قانونی طور پر مقدمہ ہو سکتا ہے۔

۲۔ چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے بذریعہ فیکس 20 جون 1998ء حضور انور کی اس ہدایت سے مطلع کیا ہے کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی تمام نشریات کی کاپی رائٹس ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے حق میں محفوظ ہیں بلا اجازت ان نشریات کے کسی بھی حصہ کی اشاعت ممنوع ہے۔

(ناظر نشر و اشاعت قادیان)

ایٹمی تابکاری کے بد اثرات سے بچنے کیلئے

حضرت امیر المومنین کی تجویز کردہ ہومیو پیتھک دوا

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ مئی ۹۸ء میں ہندو پاک کے ایٹمی دھماکوں کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے درج ذیل ہومیو پیتھک دوائی تجویز فرمائی ہے۔

1. RADIUM BROMIDE CM
2. CARCINOSIN CM

نمبر ایک دوا کے استعمال کے ایک ہفتہ بعد نمبر ۲ دوا کا استعمال کریں۔ اس طرح یہ ادویات چند ماہ تک استعمال کی جا سکتی ہیں۔ (ادارہ)

مسیح آرہا ہے۔ زیتون پہاڑ پر استقبال کی تیاریاں

امریکہ اور یورپ کے کچھ بڑے پادری صاحبان نے حساب لگایا ہے کہ پہلی جنوری 2000 کو مسیح رات بارہ بجے اسرائیل میں زیتون پہاڑ پر اترے گا اس کے لئے ایک جگہ بھی مخصوص کی گئی ہے مقدس قبر کے گرجہ کی ایک دیوار کو توڑنے کا پروگرام ہے تاکہ پچاس ہزار لوگ مسیح کی آمد کا درشن کر سکیں گرجہ میں تو زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں پہلی قطار میں کون بیٹھے اس کے لئے جھگڑا چل رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کیلئے ٹکٹ لگے جو بلیک میں بیچا جائے چار برس پہلے برادر ڈیوڈ نامی ایک شخص نے زیتون پہاڑ پر ایک مکان خریدا تاکہ وہ سب سے پہلے مسیح کے درشن کر سکے وہ سریا کوز نیویارک امریکہ کا رہنے والا ایک ایونجلسٹ پادری ہے اس نے بتایا کہ بے شمار امریکی اپنا سب کچھ بیچ کر اسرائیل جانے کو تیار ہو رہے ہیں بعض نے تو وہاں زمینیں جائیدادیں خرید بھی لی ہیں نزدیک ہی ایک مسلمان کا ہوٹل ہے جس میں 61 کمرے ہیں اس نے مسیح کے وہاں اترنے کے اشتہار چھاپے ہیں جو امریکہ میں دو ہزار گرجوں کو بھیجے گئے امریکہ کی بوسٹن یونیورسٹی کے مذہبی امور کے پروفیسر رچرڈ لینڈز نے کہا ہے کہ امریکہ سے لاکھوں آدمی مسیح کا استقبال کرنے کو اسرائیل پہنچیں گے لیکن اسے ڈر ہے کہ مذہبی دیوانے وہاں کوئی جھگڑا نہ کھڑا کر دیں اگر مسیح کا استقبال کرنے والوں نے وہاں اپنا کیمپ لگایا تو اسرائیلی پولیس شائد انہیں روکے کیونکہ یہودی مسیح کی اس طرح دوبارہ آمد نہیں مانتے پہاڑ پر ایک خاص جگہ مخصوص کی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ مسیح وہاں سے دو ہزار سال پہلے آسمان پر چڑھا تھا اب وہیں نیچے اترے گا اسرائیل کے ایک پولیس افسر لنڈا مینون نے کہا کہ پولیس ہجوم پر بخوبی کنٹرول کر سکے گی ساٹھ لاکھ آدمیوں کیلئے ٹٹیوں اور پانی کا انتظام کیا جا رہا ہے اسرائیل کے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ زیتون پہاڑ پر آنے والے بہت لوگوں کو دماغی بیماری ہو جائے گی اور وہ مذہبی جوش میں واہی تباہی بکنے لگ جائیں گے نیویارک سے آیا برادر ڈیوڈ زیتون پہاڑ پر غریب لوگوں و کھانا اور دوائیاں وغیرہ بانٹ رہا ہے اس نے کہا وہ کئی برس سے مسیح کی آمد کا انتظار کر رہا ہے اگر مسیح کے اُترنے میں دیر ہو گئی تو وہ وہیں بیٹھ کر دعا کرتا رہے گا لیکن اسرائیل کے بعض مسیحی اس بات کو غلط بتاتے ہیں کہ مسیح آسمان سے پہلی جنوری 2000 نیچے اترے گا مسیح کے آنے کی کسی کو خبر نہیں یہ سب گپ بازی ہے ابھی مسیح کا دن نہیں آیا دعائیں لگے رہیں۔

(ماہنامہ "مسیحی دنیا" نئی دہلی جون ۱۹۹۸ صفحہ ۱)

☆☆☆